نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میرے آقا میرے لجپال مدینے والے
سب کے حالات بدل ڈال مدینے والے
اپنی آنکھوں سے لگاؤں میں سنہری جالی
سب کو بلوائیے ہر سال مدینے والے
صدقہ حسنین کا بھر دیجئے جھولی سب کی
سب کو کر دیجئے خوشحال مدینے والے
آل اطہار کے میں گیت ہمیشہ گاؤں
خوش رہے مجھ سے تیری آل مدینے والے

حلف

نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ ایک نو منتخب ممبر اسمبلی جناب ممتاز احمد قیصرانی، پی پی۔240 حلف اٹھانے کے لئے اسمبلی چیمبر میں موجود ہیں۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور حلف اٹھالیں، اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط فرمائیں گے۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر اسمبلی جناب ممتاز احمد قیصرانی نے حلف اٹھایا)

آپ کو بہت مبارک ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر اسمبلی جناب ممتاز احمد قیصرانی
نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: قیصرانی صاحب! آپ پانچ منٹ بات کر سکتے ہیں لیکن آپ سے درخواست ہے کہ کسی کی قیادت پر تنقید یا ایسے الفاظ استعمال نہ کیجئے گا جس سے کسی کی تضحیک ہوتی ہو۔

جناب ممتاز احمد قیصرانی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا اور اس کے بعد میں اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ میرے حلقے کے بہت سارے کام پچھلے تین چار سالوں سے pending ہیں تو میری گزارش ہے کہ ان کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ شاہ صاحب! آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے معزز ممبر جناب ممتاز احمد قیصرانی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے لئے دُعا کرتا ہوں کہ یہ حق وصداقت کے پرچم کو یہاں پر بلند رکھیں گے۔

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال نمبر2383 محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں تواس سوال کو وقفہ سوالات تک pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر2385جناب محمد عارف عباسی کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں تواس کو بھی وقفہ سوالات تک pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2406 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سڑکات کی دیکھ بھال کی ذمہ داری ودیگر تفصیلات

*2406: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیپا ایل ڈی اے کا ادارہ ہے اور لاہور کی سڑکات کی دیکھ بھال اور آئندہ پلاننگ اس کی ذمہ داری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس محکمہ کے اہلکاران شہر میں مختلف جگہوں پر دکانداروں اور گاڑیوں کے parked vehicles چالان کرتے ہیں، یہ چالان کرنے کا اختیار انہیں کس قانون کے تحت حاصل ہے، کس آفیسر کو حاصل ہے اور کتنا جرمانہ کر سکتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جرمانہ کی رقوم بنک میں جمع کروانے کی بجائے ٹیپا کے اہلکار جعلی رسیدوں پر از خود وصول کرتے ہیں اور جرمانہ کی رقم کی وصولی کی کوئی رسید بھی نہیں دیتے جرمانہ کی رقوم بنک میں جمع نہ کروانے کے کیا اسباب ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئر نگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ ٹیپا ایل ڈی اے کی ذیلی ایجنسی ہے۔ لاہور کی سڑکات کی دیکھ بھال کی ذمہ داری ٹیپا کی نہ ہے بلکہ یہ ذمہ داری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ہے۔ ٹیپا صرف ان سڑکات کی پلاننگ کرتا ہے جس کی اسے حکومت کی جانب سے ہدایات موصول ہوتی ہیں۔

(ب) ایل ڈی اے ایکٹ مجریہ 1975 کی دفعات 34/33 کے تحت اسٹیٹ آفیسر ٹیپا ایل ڈی اے رائٹ آف وے میں عارضی تجاوزات اور غیر قانونی پارکنگ پر متعلقہ دکانداروں کے خلاف استغاثہ / چالان بنا کر سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ ٹیپا کی عدالت میں جمع کرواتا ہے اور عدالت اس پر عدالتی کارروائی کرتے ہوئے جرمانہ یا سزا یا دونوں دیتی ہے۔ جرمانے اور سزا کا اختیار سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ ٹیپا کے پاس ہے، جس کی زیادہ سے زیادہ سزا ایک سال اور جرمانے کی بالائی حد -/45,000 روپے ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز (ج) میں ذکر کیا ہے کہ TEPA کے اہلکاروں نے جعلی رسیدیں چھپوائی ہوئی ہیں۔ وہ ان رسیدوں کے اُوپر جرمانہ کر کے پیسے اپنی جیب کے اندر ڈال لیتے ہیں۔ میں نے اس observation کے حوالے سے سوال دیا تھا۔ انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے حکومت کو کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس کا جائزہ لیں کیونکہ اس حوالے سے ایک پورا مافیا ہے۔ اس معاملے کی تحقیق کروائی جائے اور اگر ایسا ہو رہا ہے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ ٹیپا ملازمین جعلی رسیدوں پر جرمانہ کرتے ہیں، پیسے اپنی جیب میں ڈال لیتے ہیں اور یہ رقم حکومت کے خزانہ میں جمع نہیں ہوتی۔ اس عمل کی روک تھام میں پورے پنجاب کی بہتری ہے۔ یہ رقم خُورد بُرد نہیں ہونی چاہئے بلکہ حکومت پنجاب کے خزانہ میں جمع ہونی چاہئے۔ وزیر موصوف مجھے اس بارے میں کوئی یقین دہانی کروا دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئر نگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس چیز کی نشاندہی ڈاکٹر سید وسیم اختر نے کی ہے اس کو میں نے بھی اپنے level پر explore کیا ہے۔ جواب کے جز (ب) میں بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ چالان کرنا

directly TEPA کے اختیار میں نہیں ہے۔ TEPA میں ایک سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ ہے جن کے پاس چالان جاتا ہے اور وہ پھر case to case سُن کر فیصلہ کرتے ہیں۔ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے بات کی ہے میں نے بھی اس خدشہ کو مدنظر رکھتے ہوئے پچھلے دو سالوں کی figures منگوائی ہے۔ مالی سال 15-2014 میں سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ نے 376 استغاثوں کا فیصلہ کیا اور -/1582000 روپے چالان کی مد میں اس سال بنک میں جمع کروائے گئے تھے۔ اسی طرح مالی سال 16-2015 میں 588 استغاثوں کا فیصلہ ہوا اور جرمانے کی مد میں متعلقہ عناصر نے مبلغ -/2884000 روپے بنک میں جمع کروائے ہیں۔ بہر حال اس کو مزید بھی دیکھتے ہیں اور اس نظام کو مزید improve کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر کسی کے پاس جعلی رسید آتی ہے اور وہ اسی وقت point out ہو جائے تو پھر اس پر ایکشن لیا جا سکتا ہے۔ جرمانہ وصول کرنا TEPA کے اختیار میں نہیں ہے۔ ان استغاثوں کو TEPA سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ کے پاس بھیج دیتا ہے جو کہ درجہ اوّل کا مجسٹریٹ ہے اور اس پر مجسٹریٹ نے فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں تھوڑی محنت کر کے دو چار رسیدیں حاصل کرتا ہوں اور پھر وہ رسیدیں میں وزیر موصوف کے حوالے کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ ان رسیدوں کے بارے میں صرف وزیر موصوف کو نہ بتائیں بلکہ مجھے بھی بتا دینا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2407، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

واسا لاہور کے ریٹائرڈ ملازمین کو ری ایمپلائے کرنے کی وجوہات و دیگر تفصیلات

*2407: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا میں مختلف افراد کو ریٹائرڈ ہونے کے بعد re-employ کر لیا جاتا ہے جس سے واسا کے دیگر سینئر افسران کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر ریونیو صلاح الدین قریشی 21۔نومبر2006 کو ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور انہیں بھی re-employ کیا گیا ہے، اگر یہ درست ہے تو re-employ کرنے کی وجوہات سے مطلع فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا انجینئرنگ ونگ کے ڈائریکٹر امین صاحب کو بھی ریٹائرڈ ہونے کے بعد مزید تین سال کے لئے توسیع دے دی گئی ہے؟

(د) واسا لاہور میں بڑے پیمانے پر ریٹائرڈ افسران کو re-employ کرنے سے واسا کی کارکردگی میں کیا بہتری آئی ہے اور ان ریٹائرڈ افسران نے واسا کی ملازمت کے دوران کیا اعلیٰ کارکردگی دکھائی ہے اس کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ ماضی میں ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کو واسا لاہور میں re-employ کیا گیا تھا لیکن اب ایسا نہیں کیا جاتا۔

(ب) یہ درست ہے۔ صلاح الدین قریشی جو کہ مورخہ 06-11-22 کو ریٹائرڈ ہوئے تھے ان کو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی منظوری مورخہ 06-12-16 کے بعد بحوالہ آفس آرڈر نمبر Admin/ADA-I/DSO-III/14814-22 مورخہ 07-05-26 کو ایک سالہ میعاد پر ڈائریکٹر ریونیو تعینات کیا گیا تھا کیونکہ ان کا متبادل آفیسر نہ ہونے کی وجہ سے ان کو اتھارٹی نے ایک سال کے لئے re-employ کیا تھا۔

(ج) یہ بھی درست ہے۔ مسٹر محمد امین مورخہ 05-02-28 کو ریٹائرڈ ہوئے تھے ان کو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی منظوری مورخہ 05-01-18 کے بعد بحوالہ آفس آرڈر نمبر Admin/ADA-I/DSO-I/6194-203 مورخہ 05-03-14 کے تحت تین سالہ میعاد پر ڈائریکٹر ہائیڈرالوجی تعینات کیا گیا تھا جس کے بعد کوئی توسیع نہ دی گئی۔

(د) مندرجہ بالا افسران کو بعد از ریٹائرمنٹ کچھ عرصے کے لئے کنٹریکٹ پر re-employ کیا گیا تھا اور ان کی کارکردگی معمول کے مطابق تھی تاہم اس کے بعد حکومتی پالیسی کے مطابق کسی افسر کو بھی ریٹائرمنٹ کے بعد re-employ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ماشاء اللہ تنویر اسلم ملک صاحب ہمارے بہت ہی قابل وزیر ہیں، وہ competent ہیں اور محنت کرتے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ اب کیا پالیسی ہے اور کیا ریٹائرمنٹ کے بعد re-employ کرنے کی کوئی گنجائش رکھی گئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! بالکل بڑی واضح پالیسی ہے کہ کسی کو بھی re-employ نہیں کیا جائے گا۔ پچھلے دس سالوں میں کسی کو re-employ نہیں کیا گیا۔ جن دو افراد کے re-employment کے احکامات جاری ہوئے ہیں وہ چودھری پرویزالٰہی کے دور حکومت میں ہوئے تھے۔ موجودہ حکومت نے اس tenure اور اس سے پچھلے tenure میں ایک ملازم کو re-employ نہیں کیا اور انشاء اللہ نہ آئندہ کے لئے ہماری کوئی ایسی پالیسی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف واسا کے موجودہ ملازمین کی کارکردگی سے مطمئن ہیں؟ ایک گھنٹے کی بارش سے پورا لاہور شہر ڈوب جاتا ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر نے کہا کہ وزیر موصوف بڑے competent ہیں اور ہمیں بھی ان کا بڑا احترام ہے۔ واسا کا موجودہ سٹاف بہت زیادہ تعداد میں ہے، یہ ملازمین بھاری تنخواہیں لیتے ہیں یعنی واسا کی لمبی چوڑی establishment ہے لیکن اس کے باوجود جب بھی بارش ہوتی ہے تو سارا لاہور شہر ڈوب جاتا ہے۔ کیا وزیر موصوف اس پر واسا کو accountable ٹھہراتے ہیں یا وہ واسا کی موجودہ کارکردگی سے مطمئن ہیں؟

جناب سپیکر: اگر سیوریج سسٹم کہیں پر choke ہے تو اسے درست کیا جانا چاہئے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رحمت کی بارش ہوتی ہے اس کو یہ نہیں روک سکتے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ آپ کو اس طرح سے جواب نہیں دینا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ رحمت کو زحمت بننے سے روکنے کے لئے واسا کی اتنی لمبی چوڑی establishment موجود ہے۔ وہ کس لئے بھاری تنخواہیں لیتے ہیں؟ واسا کا infrastructure تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ آج تو سیوریج اور پینے کے پانی کے پائپ آپس میں مل گئے ہیں۔ لاہور کی آبادی پچاس لاکھ سے ڈیڑھ کروڑ ہو گئی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ واسا میں کوئی بہتری لائی جا رہی ہے یا نہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف کا یہ ضمنی سوال اس اصل سوال سے relevant نہیں لیکن میں پھر بھی قائد حزب اختلاف کے احترام میں اس کا جواب عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ایک دوسرے کا احترام ہم سب پر لازم ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ اگر پانی بڑھتا یا اکٹھا ہوتا ہے تو اس کا disposal بھی جلدی ہی ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ given its resources واسا اس وقت best deliver کر رہا ہے۔ لوگ بھی اس بات کو witness کریں گے کہ ایک یا ڈیڑھ گھنٹے کے اندر اندر اس کھڑے ہونے والے پانی کو clear کر دیا جاتا ہے لیکن definitely there is a room for improvement. اس کو مزید improve کیا جا رہا ہے۔
Given the limited resources they are performing their best.

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال نمبر3372 جناب شوکت حیات خان بوسن کا ہے۔۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال نمبر3825 جناب احمد شاہ کھگہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ان دونوں معزز ممبران کا انتظار کیا جائے۔ اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر3985 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ننکانہ صاحب: چک نمبر 5/61 کے گھروں کا پانی خراب ہونے سے متعلقہ تفصیلات

*3985: محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 5/61 تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب میں زیادہ تر گھروں کا زیر زمین پانی خراب ہے جس کی وجہ سے لوگ ہیپاٹائٹس اور پیٹ کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں کا زیر زمین پانی آج تک چیک نہیں کروایا گیا اور نہ ہی وہاں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگایا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ گاؤں کا پانی چیک کروانے اور وہاں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) گاؤں 61/5 کی موجودہ آبادی 2380 نفوس پر مشتمل ہے گاؤں میں نکاسی آب کا مناسب بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے گاؤں کے اردگرد تین جوہڑ ہیں جن کا رقبہ تقریباً تین ایکڑ ہے جس کی وجہ سے زیر زمین پانی کے مضر صحت ہونے کا احتمال ہے۔

(ب) مذکورہ گاؤں کا پانی PHED-UNICEF کے تعاون سے 2012 میں کئے گئے سروے میں چیک کیا جا چکا ہے۔ مگر اب تک وہاں کوئی فلٹریشن پلانٹ نہ لگایا گیا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے پینے کا صاف پانی فراہم کرنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے جس پر صاف پانی کمپنی کے نام سے ایک ادارہ عملدرآمد کر رہا ہے اور باری آنے پر مذکورہ گاؤں میں فلٹریشن پلانٹ لگا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! جز (ب) میں، میں نے پوچھا تھا کہ مذکورہ گاؤں کا زیر زمین پانی آج تک چیک نہیں کرایا گیا اور نہ ہی وہاں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگایا گیا ہے؟ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ گاؤں کا پانی UNICEF and Public Health Engineering Department کے تعاون سے 2012 میں کئے گئے سروے میں چیک کیا جا چکا ہے۔ وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2012 میں کئے گئے سروے کی کیا رپورٹ آئی تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! 2012 میں UNICEF and Public Health Engineering Department نے مل کر یہ سروے کیا تھا اس سروے کے مطابق پانی کا ٹیسٹ fit آیا تھا لیکن اُس کے بعد جب پانی کا ٹیسٹ کرایا ہے تو پانی fit نہیں ہے کیونکہ اُس میں بیکٹیریا کی بہت زیادہ quantity آئی ہے تو وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے انہی problems کو دیکھتے ہوئے پنجاب کی عوام کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے ایک کمپنی by the name of Punjab Saaf Pani Company تشکیل دی ہے

اور وہ کمپنی بڑی تیزی سے کام کر رہی ہے اور الحمد للہ اس کے first phase میں دس اضلاع اور 35 تحصیلوں کو ہم take up کر چکے ہیں اور اب tendering process میں کام جاری ہے اور انشاء اللہ اگلے ایک آدھ مہینے میں ان 10 اضلاع اور 35 تحصیلوں میں اس کا عملی طور پر آغاز ہو جائے گا۔ ضلع ننکانہ صاحب اُسی پروگرام کے second phase میں شامل ہے جو most probably, depending upon the availability of funds جنوری 2017 میں take up کر لیا جائے گا۔ ضلع ننکانہ صاحب کا صاف پانی کے حوالے سے approximately estimate 5.2 billions ہے تو انشاء اللہ وزیراعلیٰ کے وژن کے مطابق پنجاب حکومت ان سب چیزوں کو اور بالخصوص پانی کے صاف پینے کو priority دے رہی ہے۔

I assure you that after availability of funds district Nankana sahib will be taken up in the second phase of Punjab Saaf Pani Company

اور انشاء اللہ نہ صرف اس گاؤں کو بلکہ پوری تحصیل اور پورے ضلع کو as a whole take up کر رہے ہیں اور انشاء اللہ پینے کے صاف پانی کا مسئلہ اُس پروگرام کے تحت حل کر دیا جائے گا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! ہم UNICEF کا بڑا نام سُنتے ہیں اور 2012 کے سروے میں پانی کی رپورٹ ٹھیک تھی اور بعد میں جو ٹیسٹ کئے گئے اُن میں یہاں کے پانی کو مضر صحت پایا گیا تو میرا سوال 2014 کو جمع ہوا تو دو سال گزرنے کے بعد بھی ابھی تک وہاں پر کوئی واٹر فلٹریشن پلانٹ نہیں لگا اور ابھی بھی availability of funds کہا جا رہا ہے۔ وزیر موصوف بتائیں گے کہ بجٹ پاس ہو چکا ہے اور اُس میں اتنے بلین روپے رکھے جانے کا بتایا جا رہا ہے لیکن یہ کام کرنے کا ٹائم 2017 بتایا گیا ہے تو میرے لئے یہ بہت حیرانی کی بات ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے جنوری 2017 کی بات کی ہے جو کہ چار پانچ ماہ بعد آ رہی ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے اس کام کو top priority میں رکھا ہوا ہے تو انشاء اللہ جنوری 2017 میں اس کو take up کیا جائے گا تو اُس میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال نمبر 4321 ملک تیمور مسعود کا ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ملک تیمور مسعود کا ہے۔۔۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 4323 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے ملک تیمور مسعود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: سیوریج کے نکاس سے متعلقہ تفصیلات

*4323: ملک تیمور مسعود: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی شہر میں سیوریج کے نکاس کے لئے کل کتنے outlets ہیں اور یہ کس کس مقام پر واقع ہیں؟

(ب) راولپنڈی شہر میں سیوریج کے کتنے نالے موجود ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض نالوں کے اوپر لنٹر ڈالا گیا ہے اور بعض کھلے ہیں، علیحدہ علیحدہ بتائی جائے؟

(د) راولپنڈی شہر سے گزرنے والے نالوں کی کل لمبائی کیا ہے؟

(ہ) کیا موجودہ نالے راولپنڈی کے شہر کی ضرورت کو صحیح طریقے سے پورا کر رہے ہیں؟

(و) راولپنڈی میں سیوریج کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے کون کون سے منصوبے حکومت کے زیر غور ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) راولپنڈی شہر میں سیوریج کے نکاس کے لئے outlets کی تعداد 10 ہے جس کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) راولپنڈی شہر میں سیوریج کا کوئی نالہ نہیں ہے۔

(ج) یہ سوال واسا، راولپنڈی کے متعلقہ نہ ہے۔ تاہم راولپنڈی ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کے جواب کے مطابق کچھ نالوں کے اوپر لنٹر ہے اور کچھ ابھی بھی کھلے ہیں جن کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ سوال واسا، راولپنڈی کے متعلقہ نہ ہے۔ تاہم راولپنڈی ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کے جواب کے مطابق راولپنڈی شہر سے گزرنے والے نالوں کی کل لمبائی تقریباً68 کلو میٹر ہے۔ ان کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) جی ہاں! موجودہ نالے راولپنڈی کے شہر کی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔

(و) اس وقت راولپنڈی میں سیوریج کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے مندرجہ ذیل منصوبوں پر کام جاری ہے۔

سیوریج سسٹم کی بچھائی مری روڈ کے مشرقی حصوں میں	(160.00 ملین روپے)
سیوریج سسٹم کی بچھائی این اے-56 کے علاقوں میں	(100.00 ملین روپے)
سیوریج سسٹم کی بچھائی یونین کونسل 76,75,74 اور 77 (فیز-I)	(200.00 ملین روپے)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ بعض نالوں کے اوپر لنٹر ڈالا گیا ہے اور بعض کھلے ہیں، تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے؟ اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ یہ سوال واسا راولپنڈی کے متعلقہ نہ ہے اور آگے لکھا ہوا ہے کہ راولپنڈی ویسٹ مینجمنٹ کمپنی کے جواب کے مطابق کچھ نالوں کے اوپر لنٹر ہے اور کچھ ابھی کھلے ہیں۔ ابھی آگے جب ہم جائیں گے تو اسی طرح کے ہی گندے نالے سے related سوال کے جواب میں واسا لاہور directly involve ہے۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا واسا اپنی مرضی یا کسی معیار کے تحت کسی کام میں involve ہوتا ہے اور کسی کام میں involve نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ تو ایک policy matter ہے اس کے اندر بڑی وضاحت سے لکھ دیا گیا ہے کہ سالڈ

ویسٹ مینجمنٹ کمپنیز بن گئی ہیں۔ یہ برساتی نالے ہیں ان میں سیوریج کا کوئی سسٹم نہیں ہے تو راولپنڈی ویسٹ مینجمنٹ کمپنی نے ہی اس کو take up کرنا ہے تو یہ واسا کے purview میں نہیں آتے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے on record بات کی ہے۔ جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ راولپنڈی شہر میں سیوریج کا کوئی نالہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ natural ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سیوریج کا نالہ کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کو ذرا اچھی طرح بتا دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): یہ تو قدرتی برساتی نالے ہیں جو over the period of time چل رہے ہیں۔ یہاں سیوریج نالے کے لفظ کا استعمال ہو رہا ہے۔ راولپنڈی شہر میں سیوریج کا واسا کی طرف سے کوئی بنایا ہوا نالہ موجود نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ہر سال جب بھی بارشوں کا موسم آتا ہے تو ان نالوں کے اندر طغیانی کی وجہ یہ ہے کہ جو قدرتی برساتی نالے ہیں ان کو ہم بطور گندے نالے اور سیوریج کے لئے استعمال کر رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ یہ کس چیز پر emphasize کر رہے ہیں۔ Ideal حالات میں جب resources بہت زیادہ ہو جائیں گے تو ان قدرتی نالوں کے علاوہ سیوریج کے بھی باقاعدہ نالے بن جائیں گے لیکن we are developing ساتھ ساتھ progress ہو رہی ہے اور ان چیزوں میں بہتری آ رہی ہے۔ فی الحال for the time being یہ نالے اس چیز کو cover کرنے کے لئے کافی ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں یہی clarification چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب اسے چھوڑیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ نہ کوئی بات سمجھاتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ہم قدرتی نالوں میں گندا پانی ڈال رہے ہیں۔ اس پر تقریباً 460 ملین روپے یہ استعمال کر رہے ہیں کہ وہاں پر proper سیوریج سسٹم ڈالا جائے لیکن ہم قدرتی نالے استعمال کر رہے ہیں۔ اس کے بعد پھر سیوریج سسٹم کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان کو کچھ بتادیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اب ان کو مزید کوئی پوائنٹ نہیں ملا تو یہ دوسری سکیموں کی طرف آ گئے ہیں۔ میں اس کی بھی وضاحت کر دیتا ہوں کہ یہ جو سکیمیں ہیں۔

جناب سپیکر: یہ مذاق بھی ساتھ کرتے ہیں۔ یہ صرف سوال ہی نہیں کرتے بلکہ ساتھ کچھ اور بھی کرتے ہیں۔ آپ وہ بھی بے شک بتادیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جن سکیموں کا انہوں نے ذکر کیا ہے ان کے تحت سیوریج کے پائپ راولپنڈی میں تبدیل کئے جا رہے ہیں اور بڑھائے جا رہے ہیں۔ اگر یہ ان تمام سکیموں کی تفصیل جاننا چاہیں کہ کتنے انچ کا پائپ ڈالا گیا، کتنی لمبائی کا ڈالا گیا تو وہ بھی میں بتانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 4392 ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال راجہ راشد حفیظ کا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 4439 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے راجہ راشد حفیظ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مری روڈ راولپنڈی میں میٹرو بس پراجیکٹ سے متعلقہ تفصیلات

*4439: راجہ راشد حفیظ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مری روڈ راولپنڈی میں میٹرو بس پراجیکٹ کا منصوبہ زیر غور ہے، یہ کب شروع ہوگا؟

(ب) اس پراجیکٹ کی زد میں کتنے لوگوں کی دکانیں اور مکانات آرہے ہیں اور انہیں کتنا معاوضہ دیا جارہا ہے؟

(ج) مذکورہ بالا منصوبہ کب تک مکمل ہوگا اور اس کی تکمیل میں تاخیر پر متعلقہ کنٹریکٹر کو کس شرح سے جرمانہ عائد کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) راولپنڈی اسلام آباد میٹرو بس پراجیکٹ کے راولپنڈی کے حصے پر کام 27-03-2014 اور اسلام آباد کے حصے پر کام 23-04-2014 کو شروع ہوا پراجیکٹ کو 12 ماہ کی مدت میں مکمل ہونا تھا لیکن 127 دن کے دھرنے اور معمول سے زیادہ بارشوں نے کام کی رفتار کو متاثر کیا لیکن ان مسائل کے باوجود پراجیکٹ 14 ماہ کی ریکارڈ مدت میں مکمل ہوا۔

(ب) اس پراجیکٹ کی زد میں آنے والی اراضی بر رقبہ 18 کنال 18 مرلے 9 سرساہی ہے۔ جائیداد کے مالکان کا کل تعداد 448 ہے جنہیں ڈسٹرکٹ پرائس اسیسمنٹ کمیٹی (DPAC) اور بورڈ آف ریونیو کی منظور شدہ قیمت مع 15 فیصد Compulsory Acquisition Charges اور Disturbance Allowance ادا کر دی گئی ہے اب تک کل ادا کردہ معاوضہ ایک ارب 50 کروڑ روپے ہے۔

(ج) راولپنڈی اسلام آباد میٹرو بس پراجیکٹ کے راولپنڈی کے حصے پر کام 27-03-14 اور اسلام آباد کے حصے پر کام 23-04-2014 کو شروع ہوا پراجیکٹ کو 12 ماہ کی مدت میں مکمل ہونا تھا لیکن 127 دن کے دھرنے اور معمول سے زیادہ بارشوں نے کام کی رفتار کو متاثر کیا لیکن ان مسائل کے باوجود پراجیکٹ 14 ماہ کی ریکارڈ مدت میں مکمل ہوا چونکہ دو ماہ تاخیر کے ذمہ دار کنٹریکٹر نہ تھے لہٰذا جرمانہ عائد نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! اس کے جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ میٹرو پراجیکٹ کو 12 ماہ کی مدت میں مکمل ہونا تھا لیکن 127 دن کے دھرنے اور معمول سے زیادہ بارشوں نے کام کی رفتار کو متاثر کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس بات کو چھیڑنے کا کیا فائدہ ہے؟
جناب آصف محمود: جناب سپیکر! اس جواب میں لکھنے کا مقصد کیا ہے؟
جناب سپیکر: انہوں نے تو پھر بھی بنادی ہے۔ دیر کی وجہ انہوں نے بتادی ہے۔
جناب آصف محمود: جناب سپیکر! دھرنا تو ڈی چوک میں ہو رہا تھا۔ آپ کا پراجیکٹ تو maximum مری روڈ پر تھا تو اس کا دھرنے سے کیا تعلق ہے؟
جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو چھوڑ دیں۔
میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو اس کا جواب دینے دیں۔ میری آپ سے request ہے کہ آپ custodian of the House ہیں۔ آپ جواب نہ دیا کریں ان سے جواب لیا کریں۔
جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ میرے اوپر یہ پابندی نہیں ہے کہ میں interfere کر کے بتا نہ سکوں۔ میں جواب کی تصحیح کر سکتا ہوں۔ میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب! آپ اس کا جواب دیں۔
وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! معزز ممبر نے کہا ہے کہ میٹرو زیادہ راولپنڈی میں تھی میرے خیال میں ان کی معلومات کی کمی ہے بے شک ان کا تعلق بھی راولپنڈی سے ہے۔ میٹرو پراجیکٹ کی راولپنڈی میں لمبائی 8.6 کلو میٹر ہے اور جہاں انہوں نے دھرنا دیئے رکھا وہاں اس کی لمبائی 13.9 کلو میٹر ہے۔ اس وجہ سے اس process میں delay ہوا۔
جناب آصف محمود: جناب سپیکر! انہوں نے ہمارے دھرنے کی length بتائی ہے ان کے وزیر اطلاعات تو کہتے تھے کہ وہ چار ہزار لوگ تھے تو پھر اتنی length پر کیسے دھرنے کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میری درخواست ہے کہ چوک میں دھرنا تھا اور انہوں نے اتنے بڑے level پر length بتادی ہے۔ کیا یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں یا ان کے وزیر اطلاعات ٹھیک کہتے رہے ہیں؟
جناب سپیکر: اس سوال کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4675 محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4690 بھی محترمہ خدیجہ عمر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی

dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4733 ڈاکٹر مراد راس کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5474 چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5516 محترمہ نگہت شیخ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5652 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر میں واٹر کمپنی کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

***5652: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے عوام کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے صاف پانی کے نام سے ایک سکیم شروع کی گئی ہے اور اس کے لئے ایک کمپنی کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صاف پانی سکیم کے آغاز کے ساتھ ہی دیہات میں نئی واٹر سپلائی سکیمیں بنانا بند کر دی جائیں گی اور واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں گے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واٹر فلٹریشن پلانٹ سے فراہم ہونے والے پانی کی مقدار اتنی ہو سکتی ہے کہ وہ کسی آبادی کے پینے کے پانی کی ضروریات کو پورا کر سکے؟

(د) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ان علاقوں اور آبادیوں کا کیا ہو گا جن کا زیر زمین پانی زہریلا اور ناقابل استعمال ہے، وہ پینے کے علاوہ جانوروں کو پلانے اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے پانی کہاں سے حاصل کریں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی جانب سے صوبے کے دیہی علاقوں کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے خادم پنجاب دیہی صاف پانی پروگرام کا آغاز کر دیا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے پنجاب صاف پانی کمپنی بھی قائم کر دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں! یہ درست نہیں ہے کہ صاف پانی سکیم کے آغاز کے ساتھ ہی دیہات میں نئی واٹر سپلائی سکیم بنانا بند کر دی جائے گی اور واٹر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں گے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ واٹر فلٹریشن پلانٹ سے فراہم ہونے والے پانی کی مقدار متعلقہ آبادیوں کی پینے کے پانی کی ضرورت کو پورا کر سکے گی۔

(د) جز(ب) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ دیہی علاقوں کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے خادم پنجاب دیہی صاف پانی پروگرام کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو پہلے واٹر سپلائی کی سکیمیں چل رہی ہیں جو ٹیوب ویل پر ہیں یا نہروں کے پانی پر ہیں ان سکیموں اور اس سکیم میں کیا فرق ہوگا کہ یہ پانی جو سپلائی کیا جائے گا اس میں کیا طریق کار اختیار ہوگا اور اس سے کیا بہتری آئے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس صاف پانی کمپنی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ صرف پینے کے حوالے سے صاف پینے کا پانی پنجاب کے عوام کو پہنچانا ہے۔ اس کی three liter per capita per day کے حساب سے calculation کی گئی ہے۔ اس سکیم اور دوسری سکیموں میں فرق یہ ہے کہ یہ پانی صرف پینے کے حوالے سے ہے اور الحمدللہ یہ ہر چیز سے پاک صاف کر کے contamination free clean drinking water پنجاب کے عوام تک پہنچایا جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سکیم کے تحت جو پلانٹ لگائے جائیں گے اس میں فی کس جو سروے کیا گیا ہے اور جو feasibility report بنائی گئی ہے تو اس میں فی کس یا ایک فرد کی بنیاد پر ایک گاؤں کی آبادی کو کتنا پانی فراہم کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: انہوں نے per capita بتا دیا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے بتا دیا ہے کہ اس کو five liter per capita per day ڈیزائن کیا گیا تھا

لیکن جو actual consumption three liter per capita per day کے حساب سے ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ انہوں نے five liter per capita بتا دیا ہے لیکن جو پہلے واٹر سپلائی سکیمیں تھیں اس کا per capita کیا تھا؟ دونوں کے فرق کو کیسے cater کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! وہ ایک واٹر سپلائی ہے اس کا per capita it all depends on the size of the population اور وہاں پانی کا source کیا ہے۔ وہ بالکل ایک مختلف میکانزم ہے۔ میں ان کی معلومات کے لئے بتاتا ہوں کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ جب کوئی اپنی سکیم roughly بناتا ہے تو وہ

Around 10 gallons per capita per day on average. It depends upon the population. It includes every thing not only drinking.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال جز (د) سے ہے کہ اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں تو ان علاقوں اور آبادیوں کا کیا ہوگا جن کا زیر زمین پانی زہریلا اور ناقابل استعمال ہے۔ وہ پینے کے علاوہ جانوروں کو پلانے اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے پانی کہاں سے حاصل کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے بڑی وضاحت سے بتایا ہے کہ خصوصاً اس پراجیکٹ میں جو ہم نے معیار رکھا ہے لیکن پھر بھی اکثر اس ایوان میں اس بات کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ جنوبی پنجاب کو neglect کیا جاتا ہے تو ہمارے first phase میں 10 districts اور 35 تحصیلیں ہیں وہ سارے کا سارا جنوبی پنجاب ہے چونکہ وہاں پر جو underground water brackish ہے اس کے لئے first phase میں جتنے بھی 10 districts take up کئے گئے ہیں وہ all south Punjab کے ہیں اور اس کی approximate value 121 billion ہے جو کہ اگلے ایک سال میں ان 10 districts میں لگایا جا رہا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!اس حوالے سے میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ پہلے واٹر سپلائی سکیمیں لگائی جارہی تھیں۔ہمیں یہ جواب دیا گیا ہے چونکہ اب فلٹریشن پلانٹ لگنے ہیں اس لئے وہ واٹر سپلائی سکیمیں نہیں لگائی جاسکتیں تو جن علاقوں میں زیرزمین پانی زہریلا ہے اس کے لئے وہ feasible نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میرا آپ کے توسط سے یہی سوال ہے کہ جہاں پرانا واٹر سپلائی سسٹم لوگوں اور جانوروں کے لئے ہے وہ زیادہ بہتر ہے لہٰذا اس سسٹم کو وہاں زیادہ take up کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ آپ کو propose کر رہے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اس misconception کو دور کرتا چلوں کہ ہر شخص کے شاید ذہن میں یہ ہے کہ صاف پانی کمپنی is all about filtration plants. It is not about filtration plants. اس کے لئے international level کے consultants hire کئے گئے ہیں اور as a whole district کا solution نکالا جاتا ہے، وہاں ہو سکتا ہے کہ کچھ ایسے brackish water District ہوں جہاں پر sweet water area zones بھی ہوں تو ان کو استعمال کر کے وہاں پر فلٹریشن کے بغیر بھی پانی provide کیا جا سکتا ہے اس لئے in as a whole first time the history of Punjab پورے پنجاب کا international consultants سے سروے کروانے کے بعد اس کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلا سوال نمبر 5775 چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 6064 چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3825 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن: چک نمبر 53/ایس پی میں فلٹریشن پلانٹ کی فراہمی کا مسئلہ

*3825: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک ایس پی/53 پاکپتن کا زیر زمین پانی پینے کے قابل نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت اس گاؤں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) چک نمبر SP/53 پاکپتن شریف کا زیر زمین پانی پینے کے قابل ہے۔ واٹر ٹیسٹنگ لیبارٹری PHED پاکپتن شریف کی رپورٹ (Annexure-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی، ہاں! اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے صاف پانی کمپنی بنائی ہے جو کہ مرحلہ وار اگلے تین سالوں میں پنجاب کے تمام دیہاتوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ مہیا کرے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا جز (ب) کے حوالے سے ضمنی سوال ہے کہ حکومت مرحلہ وار اگلے تین سالوں میں پنجاب کے تمام دیہاتوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ مہیا کرے گی۔ میں صرف یہ ensure کروانا چاہتا ہوں کہ اس سال تو ہمارا ضلع پاکپتن اس سکیم میں نہیں آ سکا تو کیا یہ اگلے سال ہمارے ضلع کو اس میں شامل کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا اگلے سال ان کا ضلع پاکپتن اس سکیم میں شامل ہو جائے گا۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے جس معیار کی بات کی ہے جس کے ذریعے پورے پنجاب کو analyze کیا گیا ہے اس کے مطابق انشاءاللہ پاکپتن فیز-II میں شامل ہے اگلے چند دنوں میں انشاءاللہ first phase launch ہو جائے گا اور ضلع پاکپتن کا جو ایک roughly approximate اندازہ کیا گیا ہے کہ اس کی approximate cost تقریباً 8½-ارب روپے ہے جس سے پورے ضلع کے لئے پینے کے پانی کا مسئلہ حل کیا جائے گا اور methane with five years جو اس کو لگائیں گے وہ اسے

پانچ سال تک چلانے کے پابند بھی ہوں گے توانشاءاللہ Depending upon the availability of funds second phase Pakpattan اس میں شامل ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، مہربانی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6068 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں فراہمی آب کی میگا سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*6068: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں فراہمی آب کے لئے شروع کی جانے والی میگا سکیم کس سال میں شروع کی گئی، اس کا ابتدائی تخمینہ کیا تھا؟

(ب) اس سکیم نے اپنے شیڈول کے مطابق کب تک مکمل ہونا تھا؟

(ج) اس منصوبہ میں تاخیر کی وجوہات کیا تھیں اور اس کا ذمہ دار کون تھا؟

(د) اس منصوبہ کی تاخیر سے اس کی لاگت میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟

(ہ) کیا موجودہ ٹی ایم اے اور آئندہ بلدیہ کا بجٹ اس سکیم کو چلانے کے متحمل ہو گا اگر نہیں تو اس کو چلانے کے لئے فنڈز کی فراہمی کا کیا انتظام کیا گیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) سکیم پر کام کا آغاز فروری 2011 میں ہوا اور اس کا ابتدائی تخمینہ 815.984 ملین روپے تھا۔

(ب) Original PC-I کے مطابق سکیم ہذا کو 30.06.13 تک مکمل ہونا تھا۔ مطابق Revised PC-I سکیم ہذا کو جون 2015 تک مکمل ہونا تھا۔ تاہم پورے فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے سکیم مکمل نہ ہو سکی۔ سالانہ فنڈ کی فراہمی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکیم کی تکمیل میں تاخیر کی بڑی وجہDADEX کمپنی کی جانب سے جنوری2014 سے AC پائپ32"ڈایا کی پیداوار بند کرنا تھا۔ کمپنی کا لیٹر ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اور پورے فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے سکیم مکمل نہ ہو سکی۔

(د) سکیم کی انتظامی منظوری دسمبر2010 کو815.984 ملین روپے کی ہوئی اور سکیم کی نظر ثانی شدہ انتظامی منظوری820.700 ملین روپے اپریل2014 کو ہوئی۔اضافہ صرف4.716 ملین روپے کا ہے۔

(ہ) ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ نےundertakingدی ہے کہ سکیم مکمل ہونے کے بعد چلانے کا ذمہ دار ہوگا۔تاہم ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ نے سکیم کو چلانے کے لئےBudget provisionکی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: میرا جز(ب) کے حوالے سے ضمنی سوال ہے کہ Original PC-I کے مطابق سکیم ہذا کو30.06.2013تک مکمل ہونا تھا اورRevised PC-I سکیم ہذا کو جون2015تک مکمل ہونا تھا جبکہ جون2016 بھی گزر گیا ہے اس میں میری عرض یہ ہے کہ یہRevised PC-I کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی تھی؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اگر آپ جز(ج) پڑھیں تو اس میں تاخیر کی وجہ بھی بڑی وضاحت کے ساتھ لکھی ہوئی ہے کہ dadex کمپنی کا جو پائپ اس سکیم میں لگنا تھا وہ پائپ اس کمپنی نے بند کر دیا جس کی وجہ سے procedural delay ہوا اس کے بعد اس کی revision کرنی پڑی اور revision کا اس کی cost سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ صرف price variation ہے جو اس کی actual cost 815(M) تھی اور بعد میں جو revise ہوئی وہ

820 million within addition of 4.7 million which was normal price.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ج) میں یہ بتایا گیا ہے جیسا کہ منسٹر صاحب بھی فرما رہے ہیں کہ اس کا کوئی تعلق نہیں تھا میرا ایک سوال نمبر2193 تھا اس کا24۔فروری2015 میں

محکمے نے یہ جواب دیا تھا تو اس میں بھی جواب مبہم ہے۔ پہلے انہوں نے کہا کہ اس پائپ کی قیمت بہت بڑھ گئی تھی جس کی وجہ سے یہ سکیم دو سال تک بند رہی تو کیا یہ وہی پائپ ہے اگر وہ پائپ جس کا منصوبہ بنایا گیا تھا اگر اس کے مطابق یہ سکیم مکمل ہوتی تو اس کی cost تقریباً 100 فیصد بڑھ چکی ہوتی۔ اس وجہ سے دو سال تک یہ سکیم بند رہی کیا یہ منسٹر صاحب بتائیں گے کہ اس کو وہی ٹھیکیدار مکمل کر رہا ہے یا اب نیا کوئی contractor ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! contractor اور ٹھیکیدار میں فرق مجھے بھی بتا دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میرے خیال میں وہی contractor کام کر رہا ہے اور یہ سکیم بند کبھی بھی نہیں ہوئی۔ اگر میں اس کی allocation آپ کو بتاؤں تو 11-2010 میں 100 ملین روپے کی allocation تھی۔ 12-2011 میں 200 ملین روپے کی allocation تھی۔ 13-2012 میں 100 ملین روپے کی allocation تھی۔ 14-2013 میں 70 ملین روپے کی allocation تھی۔ 15-2014 میں 150 ملین روپے کی allocation تھی۔ 16-2015 میں 40 ملین روپے کی allocation تھی اور 17-2016 میں 20 ملین روپے کی allocation تھی۔ اب اس 20 ملین روپے کے بعد بھی 99 ملین روپے مزید required ہے تو وہ ایک علیحدہ element تھا کہ جی اس پائپ کی وجہ سے delay ہوا ہے لیکن کام اس کے ساتھ ساتھ ongoing تھا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جو سطح زمین کے حقائق ہیں اس میں یہ کام بند رہا ہے اور اس میں محکمے کی مختلف inquiries بھی ہوتی رہی ہیں لیکن میں اس طرف نہیں جانا چاہتا۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! میرے خیال میں آپ کے تین ضمنی سوال اس کے متعلق ہو چکے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! نہیں، ابھی دو سوال ہوئے ہیں اور اب میں تیسرے سوال کی طرف آ رہا ہوں۔ ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ نے undertaking دی ہے کہ سکیم مکمل ہونے کے بعد چلانے کا ذمہ دار ہوگا۔ تاہم ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ نے سکیم کو چلانے کے لئے رقم فراہم کی ہوئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو سسٹم بدل رہا ہے تو یہ ایک مستقل کمیٹی بن جانی ہے۔ مجھے منسٹر صاحب یہ بتائیں گے کہ اس سکیم کو چلانے کے لئے ماہانہ کتنا expenditure آئے گا کیا بلدیہ کے پاس اتنا فنڈ ہوگا جس کا یہ بتا رہے ہیں کہ provision رکھی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ذمہ داری تو پھر بلدیہ کی ہی بنے گی۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں ابھی ماہانہ خرچ تو نہیں بتا سکتا لیکن میں یہ بتا سکتا ہوں کہ ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ نے undertaking دے دی ہے اور اس سال کے بجٹ میں سکیم کو چلانے کے لئے provision بھی رکھی ہوئی ہے کہ ہم اس سکیم کو اپنے sources کے ساتھ چلا لیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہی بات میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہماری جو ٹی ایم اے اور بلدیہ بنے گی اس کا سالانہ ڈیپارٹمنٹل بجٹ تقریباً تین کروڑ روپے کے round about بنے گا اور محکمے کی طرف سے جو اس سکیم کے بارے میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس کا ماہانہ خرچ 4 سے 5 کروڑ روپے ہو گا کیونکہ اس میں دو مرتبہ پانی کی uplifting ہونی ہے یہ تقریباً 7 میلوں پر پھیلا ہوا سسٹم ہے اس کو چلانے کے لئے وہ چار ساڑھے چار کروڑ روپیہ بجٹ میں بلدیہ کے پاس نہیں ہو گا اور ہم ایک ارب روپیہ لگانے کے بعد بھی وہاں پھر منتظر ہوں گے لہذا اس کا ابھی سے محکمہ کوئی انتظام کر دے تاکہ چھ سال بعد اگر یہ سکیم چلے تو پھر وہ چلتی رہے۔

جناب سپیکر: محکمے بنا کر اس کے حوالے کر دیں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ابھی ہمارا role as a department, we are an executing agency. اس کو ٹی ایم اے نے handover کرنا ہے اور انہوں نے undertaking دی ہوئی ہے۔ اگر undertaking سے کوئی problems ہوئے تو ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کر کے بہتر کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال جناب طارق محمود باجوہ کا ہے۔

MR MUHAMMAD ANEES QURESHI: On his behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 6187 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب طارق محمود باجوہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ننکانہ صاحب: سانگلہ ہل میں واٹر سپلائی سکیموں سے متعلقہ تفصیلات

*6187: جناب طارق محمود باجوہ: کیا وزیر ہاؤسنگ ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل سانگلہ ہل میں کتنی واٹر سپلائی سکیمیں ہیں اور یہ کون کون سی یونین کونسل میں واقع ہیں؟

(ب) یکم جولائی 2007 تا 30۔جون 2014 تک کون کون سی واٹر سپلائی سکیم فنکشنل ہے اور کون کون سی نان فنکشنل ہے کون کون سی واٹر سپلائی کا منصوبہ ابھی تک زیر تکمیل ہے، ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے؟

(ج) رواں مالی سال 15۔2014 میں مذکورہ تحصیل میں کون کون سی واٹر سپلائی سکیم کے منصوبہ کے لئے کتنا فنڈز مختص کیا گیا ہے، مکمل تفصیل بتائی جائے؟

(د) کیا حکومت تحصیل سانگلہ ہل کی جن یونین کونسل میں اب تک واٹر سپلائی سکیم کا منصوبہ شروع نہیں کر سکی ان علاقوں میں آئندہ مالی سال میں واٹر سپلائی سکیم کا منصوبہ شروع کرنے کے لئے فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئر نگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) تحصیل سانگلہ ہل میں کل 10 واٹر سپلائی سکیمیں ہیں۔

یو سی (23) کوٹلہ بھمن میں 3 عدد، یو سی (27) لونگو وال میں 1 عدد، یو سی (28) مڑھ بلوچاں میں 1 عدد، یو سی (29) بدوملہی میں 4 عدد، یو سی (1) سانگلہ ہل میں 1 عدد۔

(ب) یکم جولائی 2007 تا 30۔جون 2014 چھ سکیمیں فنکشنل اور چار سکیمیں نان فنکشنل۔

فنکشنل: یو سی کوٹلہ بھمن میں (2) عدد (چک نمبر RB/43، چک نمبر RB/46، یو سی بدوملہی میں (3 عدد) چک RB/117، علیا آباد RB/112، چک نمبر RB/113، یو سی سانگلہ ہل میں شہر کی سکیم چالو حالت میں ہے۔

نان فنکشنل: یو سی لونگو وال میں گاؤں لونگو وال، یو سی کوٹلہ بھمن میں چک نمبر RB/42، یو سی مڑھ بلوچاں میں گاؤں مڑھ بلوچاں، یو سی بدوملہی میں چک نمبر RB/114

یکم جولائی 2007 تا 30۔جون 2014 کے دوران شروع ہونے والی کوئی بھی سکیم زیر تکمیل نہ ہوئی۔

(ج) مالی سال15۔2014 میں صرف ایک واٹر سپلائی سکیم چک نمبرRB-114 کی بحالی کے لئے مبلغ1.112 ملین روپے مختص کئے گئے تھے۔ بجلی کی بحالی کے لئے واپڈا کو15-02-23 میں مبلغ۔/304000روپے ادائیگی کر دی گئی ہے بجلی کے کنکشن کی بحالی کے لئے واپڈا سے مسلسل رابطہ کیا جارہا ہے

(د) مالی سال17۔2016 میں حکومت نے سانگلہ ہل میں واٹر سپلائی کی کسی سکیم کے لئے کوئی فنڈ مختص نہیں کیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ تحصیل سانگلہ ہل میں چھ واٹر سپلائی سکیمیں فنکشنل اور چار سکیمیں نان فنکشنل ہیں۔ میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ rural areas میں اس وقت70 فیصد واٹر سپلائی سکیمیں نان فنکشنل پڑی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ سانگلہ ہل کے بارے میں پوچھیں گے تو وہ بتانے کے پابند ہیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ سکیمیں User کمیٹیوں کے حوالے کی گئی ہیں وہ بل collect کرتے ہیں اور نہ wear tear ہوتی ہیں لہٰذا یہ اس کا کیا alternative بندوبست کر رہے ہیں کیونکہ اس وقت70 فیصد سکیمیں نان فنکشنل پڑی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ اس سوال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! سوال کے بارے میں ہی پوچھا ہے کہ واٹر سپلائی سکیمیں چھ فنکشنل ہیں، چار نان فنکشنل ہیں اور یہی situation تمام rural areas میں ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان میں سے کون سے جز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! اسی کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ پرانی سکیمیں ہیں اور ان کے بند ہونے کی بہت ساری وجوہات ہیں۔ کہیں پر source failure ہے اور کہیں پر بجلی کا مسئلہ ہے لیکن جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ پنجاب صاف پانی کمپنی نے پورے پنجاب کو جس طرح take up کیا ہوا ہے اسی طرح ننکانہ صاحب بھی اس process میں second phase میں شامل ہے اس لئے second phase میں اس طرح کے جو مسائل ہیں

وہ دُور ہو جائیں گے۔ نان فنکشنل سکیموں کو touch کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ ڈیپارٹمنٹ نے پچھلے دو سال میں priority کی جو نان فنکشنل سکیمیں تھیں جن کو community own کرنا چاہتی تھی اُن پر کام کیا ہے، community کی طرف سے کوئی آواز نہیں آئی اور شاید ان کو اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن جہاں ضرورت تھی وہاں پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے نان فنکشنل سکیموں کو بھی take up کیا ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ میرے سوال کا جواب نہیں دے پائے۔ میرا سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ 50 فیصد سے لے کر 70 فیصد جو سکیمیں نان فنکشنل پڑی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! آپ میری گزارش سنیں۔ میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ اس سوال سے متعلقہ جس جز پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں وہ میں سننے کے لئے تیار ہوں اور منسٹر صاحب جواب دینے کے لئے تیار ہیں لیکن اگر آپ اپنے حلقے کے بارے میں کرنا چاہتے ہیں تو وہ نہیں کر سکتے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! اس سوال کے related سارے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ یہ نان فنکشنل سکیموں کو اپنے کنٹرول میں کیوں نہیں لیتے؟

جناب سپیکر: آپ کوئی particular case پوچھیں تاکہ میں بھی ان سے پوچھوں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ سکیمیں اپنے کنٹرول میں لیں جو نان فنکشنل ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تو سارے پنجاب کی بات کر رہے ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟ ایسے نہیں ہوگا۔ وہ old policy ہے جو علیحدہ بات ہے اور وہ آپ خود اُن سے پوچھ لیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہاں ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ سوال ہے۔ کیا پنجاب کے ساتھ یہ سوال related نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ particular اس سوال کے بارے میں پوچھ لیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میں اس سوال کے بارے میں ہی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میں کون سے جز کے متعلق پوچھوں؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ نان فنکشنل سکیموں کو اپنے قبضے میں کیوں نہیں لیتے اور کیوں User کمیٹیوں کے حوالے کرتے ہیں، بس یہی سوال کا جواب چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! بتائیں کہ اپنے قبضے میں کیوں نہیں لیتے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کے تحت rural areas کی سکیمیں کیمونٹی کے حوالے کی جاتی ہیں جبکہ cities کی سکیمیں ٹی ایم اے کے حوالے کی جاتی ہیں لیکن ان کی proposal آ گئی ہے جس پر مزید غور و خوض کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کی proposal سن لیں کیونکہ انہوں نے بات اچھی کر دی ہے لیکن یہ اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ foreign model کی نقل کر کے اپنے ملک میں لاگو کرتے ہیں جبکہ ہمارے لوگوں میں وہ civic sense نہیں ہے۔ وہ بل بھی نہیں دیتے اور wear tear کے پیسے بھی نہیں دیتے لہٰذا یہ کیوں اُن کو follow کرتے ہیں؟ ہمارے ملک کے اندر جو کام possible ہے وہ کریں لیکن دوسرا کام کیوں کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ ذرا اس کے بارے میں سوچیں اور ان کے کہنے کے مطابق محکمہ ان اخراجات کو برداشت کرے؟ Is it possible?

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ان کی بات note ہو گئی ہے لیکن ویسے میں اس بات کے حق میں بھی ہوں اور دونوں طرف میرے experiences ہیں۔ وہ communities جہاں واقعی پانی کی need ہے وہ سکیمیں کبھی بھی بند نہیں ہوتیں۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے ایسی بہت ساری سکیمیں visit کی ہیں جن کی population کم ہے لیکن ان User Committees کے پاس آٹھ آٹھ یا دس دس لاکھ surplus fund ہے۔ یہ وہاں پر بند ہوتی ہیں جہاں پر need ختم ہو جائے، جہاں پر sweet areas ہوں اور لوگوں کے پاس alternative solution ہو۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب جاوید اختر کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 6241 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حلقہ پی پی۔242 ڈیرہ غازی خان میں واٹر سپلائی سکیموں سے متعلقہ تفصیلات

*6241: جناب جاوید اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رورل واٹر سپلائی سکیم گھمن یونین کونسل شادن لنڈ پی پی۔242 ڈیرہ غازی خان کے لئے کتنی رقم کی منظوری کب ہوئی تھی؟

(ب) اس رورل واٹر سپلائی سکیم کی technical sanction کا estimate کتنا تھا؟

(ج) اب تک اس سکیم پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے، کون سا کام موقع پر ہوا ہے اور کتنا کام باقی ہے؟

(د) کیا یہ سکیم مکمل ہو چکی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، یہ کب تک مکمل ہونا تھی اور اس پر کب کام شروع ہوا تھا؟

(ہ) کیا اس رورل واٹر سپلائی سکیم سے میٹھا پانی لوگوں کو مہیا ہو رہا ہے، اگر نہیں تو اس کی بھی وجوہات بیان فرمائیں اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) اس سکیم کی منظوری مبلغ۔/33,33,000 روپے میں ہوئی تھی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس سکیم کی technical منظوری مبلغ۔/35,17,900 روپے میں ہوئی تھی تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ج) اس سکیم پر مبلغ۔/34,26,000 روپے لاگت آئی تھی اور estimate کے مطابق کام مکمل کرا دیا گیا ہے جس کی مکمل تفصیلات (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ کوئی کام بقایا نہیں ہے۔

(د) جی ہاں! یہ سکیم 2008 میں مکمل ہوئی تھی۔ گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت مورخہ 09-12-09 کو متعلقہ community based organization(User Committee) کے سپرد کی گئی تفصیل (Annex-D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس سکیم پر مالی سال 06۔2005 میں کام شروع ہوا تھا۔

(ہ) مکمل testing کے بعد محکمہ ہذا کی پالیسی کے تحت سکیم متعلقہ User Committee کو 09۔12۔2009 میں چالو حالت میں سپرد کر دی گئی اور 14۔06۔2010 تک محکمہ ہذا کی مدد سے لوگوں کو میٹھا پانی مہیا کیا جاتا رہا تفصیل (Annex-E) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ بعد ازاں مارچ 2015 میں User Committee کی جانب سے بجلی کا بل مبلغ 3409/- روپے ادا نہ کئے جانے کی بنیاد پر بجلی کا کنکشن permanent disconnect ہو گیا ہے جس کی وجہ سے سکیم بند ہے۔ کاپی بل تفصیل (Annex-F) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ سکیم کے بند ہونے کی ذمہ داری CBO پر عائد ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گا، اُس کے بعد اگر آپ حکم فرمائیں گے اور بات کرنے کی ضرورت ہوئی کہ اس پر سوال کریں تو میں ضرور کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ چاہئے۔ آپ اور منسٹر صاحب میرے لئے بہت قابل احترام ہیں لیکن یہ جواب بالکل حقائق کے منافی ہے۔ وہاں پر کوئی سکیم چلی ہے، پانی کی ایک بوند لوگوں کو ملی ہے، ٹینکی تک کبھی پانی نہیں گیا اور پائپ ہی نہیں ڈالا گیا لہٰذا آپ ایک انکوائری کمیٹی بنا دیں یا اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ یہ جو User Committee بنی ہوئی ہے یہ بالکل فرضی ہے بلکہ میری اس کے سیکرٹری سے آج بات ہوئی ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے اِدھر کوئی User Committee بنائی ہی نہیں۔ یہ ڈیپارٹمنٹ نے سارے کا سارا فرضی جواب بنا کر بھیج دیا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں اور کمیٹی کے سپرد نہیں کرتے تو پھر میں سوال کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اُن کو بتائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): ذراrepeatکر دیں۔

جناب سپیکر: جاوید اختر صاحب! آپ بولیں جو بولنا چاہتے ہیں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ یہ سکیم 2008 میں مکمل ہوئی تھی لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مکمل ہوئی ہی نہیں۔ آگے وہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت مورخہ 09-12-09 کو متعلقہ community based organization یعنی User Committee کے سپرد کی گئی جو کہ بنی ہی نہیں ہے۔ اس کے آگے جز(ہ) میں جھوٹ خود پکڑا جاتا ہے کیونکہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 09-12-09 کو یہ سکیم چالو ہوئی اور 14-06-10 تک لوگوں کو میٹھا پانی مہیا کیا جاتا رہا ہے، بعد ازاں User Committee کی جانب سے بل ادا نہیں کیا گیا جو کہ صرف 3409 روپے ہے۔

جناب سپیکر! آپ خود سوچیں کہ 40 کلوواٹ کی موٹر جو پانی کو اٹھانے کے لئے چلتی ہے اُس کا چھ ماہ کا بل 3409 روپے ہے جو کہ صرف لائن رینٹ ہے۔ انہوں نے موٹر لگائی مگر اُس کے بعد چلی ہی نہیں۔ یہ معاملہ بہت اہم ہے اس لئے اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ وہاں پر جو بھی کرپشن ہوئی ہے وہ کمیٹی میں سامنے آ جائے گی۔

جناب سپیکر: پہلے اُن سے جواب لیتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ بجلی کے بل کی بات کر رہے ہیں جس کی کاپی میرے پاس موجود ہے اور یہ 3409 روپے چیئرمین واٹر سپلائی تونسہ ڈی جی خان کے نام پر ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ سکیم User Committee کو handover ہو گئی تھی لیکن معزز ممبر نے بہت بڑی بات کی ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ اس پر آپ کمیٹی نہ بنائیں بلکہ اگر واقعی یہ انفارمیشن غلط ہے اور یہ handover نہیں ہے تو معزز ممبر میرے ساتھ بیٹھ جائیں، میں اس کی خود انکوائری کر کے جتنے ذمہ داران ہیں اُن کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب وعدہ فرما رہے ہیں تو میں ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی رپورٹ آپ ایوان میں پیش کریں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):
جناب سپیکر! میں دونوں صورتوں میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال نمبر 6341 قاضی احمد سعید کا ہے اور 6342 بھی اُن کا ہے لیکن اُن کی request آئی ہے بلکہ وہ مجھے خود کہہ کر گئے ہیں لہٰذا یہ دونوں سوالات pending کئے جاتے ہیں۔
اگلا سوال میاں محمد اسلم اقبال کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 6681 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: حلقہ پی پی-148 میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*6681: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-148 کے علاقہ فاضلیہ کالونی، اشرافیہ پارک اور احاطہ مول چند میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی تعطل کا شکار ہو گئی ہے؟

(ب) کیا حکومت صاف پانی کی بلا تعطل فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حلقہ پی پی-148 کے علاقہ فاضلیہ کالونی، اشرافیہ پارک اور احاطہ مول چند میں واسا شاہ جمال اور فاضلیہ کالونی کے ٹیوب ویلوں کے ذریعے صاف پانی فراہم کر رہا ہے۔

(ب) مذکورہ بالا علاقوں میں پانی کی فراہمی کو مزید بہتر بنانے کے لئے ایک اور ٹیوب ویل نہر کے کنارے نصب کر دیا گیا ہے اور عوام الناس کو اس ٹیوب ویل سے پانی کی سپلائی جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری اس حوالے سے مختصر سی بات ہے۔ میں نے سوال پوچھا ہے جس کا انہوں نے مجھے جواب دے دیا ہے۔ انہوں نے جواب میں بڑے وثوق اور دعوے کے ساتھ یہ بات کی ہے کہ ان دونوں آبادیوں کے اندر لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کیا گیا ہے اور پانی آ رہا ہے جس کی قلت

نہ ہے۔ میں اس پر زیادہ ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا لیکن میں آپ کے توسط سے ایک request کروں گا اور اس پر آپ نے مہربانی بھی فرمانی ہے۔ منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں سے گاڑی میں بیٹھیں گے تو ان آبادیوں تک پہنچنے کے لئے دو تین منٹ کا فاصلہ ہے۔ یہ دو بڑی آبادیاں فاضلیہ کالونی اور احاطہ مول چند ہیں، وہاں پر جانے کے لئے منسٹر صاحب میرے ساتھ کوئی ٹائم رکھ لیں، اپنی واسا کی ٹیم کو ساتھ لے لیں تو وہاں پر چلے چلتے ہیں۔ اگر وہاں پر پانی آ رہا ہے تو میں ایوان میں آکر حکومت کی پوری تعریف کروں گا لیکن اگر وہاں پر پانی نہیں آ رہا تو میں request کروں گا کہ وہاں پر پانی دے دیا جائے۔ اس کے علاوہ میں کوئی اور بات کرنا نہیں چاہ رہا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! تاکہ ایوان کا ماحول بھی ٹھیک رہے اور جو بات میں نے کر دی ہے اُس کو بھی مہربانی کر کے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا جائے۔ یہ میرے ساتھ ٹائم رکھ لیں، بے شک آج کا یا کل کا رکھ لیں، ہم دونوں چلے جاتے ہیں اور ساتھ اپنی ٹیم کو لے لیں۔ اگر وہاں پانی آ رہا ہے تو ایوان میں اگلے دن آکر حکومت کی پوری تعریف بھی کریں گے اور اگر نہیں آ رہا تو پھر یہ وہاں پر پانی کا بندوبست کریں گے۔ بس یہی request ہے اور یہ مجھے یقین دہانی کرا دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس کو دیکھ لیتے ہیں لیکن overall پی پی۔148 کی situation یہ ہے کہ یہاں پر پندرہ ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں اور جس علاقے کی انہوں نے بات کی ہے definitely وہاں پانی کی shortage ہے اسی لئے اکتوبر 2015 میں جامعہ اشرفیہ اور نہر کے نزدیک ایک ٹیوب ویل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ مزید جو proposed ٹیوب ویل پی پی۔148 میں in futures جو pending ہیں "جائیکا پروگرام" کے تحت چار ٹیوب ویل پی پی۔148 میں اور لگنے ہیں اور 17-2016 کی ADP میں اس جگہ پر حکومت کی funding سے چار ٹیوب ویلوں کا اور اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں اسے چیک کر لیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس سے سو فیصد پانی کا تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن کچھ نہ کچھ بہتری یہاں پر لائی جا سکتی ہے۔ میاں محمد اسلم اقبال ہمیشہ اچھی چیزوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور اس کے بعد ان کے ساتھ بیٹھ کر discuss کر لیتے ہیں کہ اگر یہاں پر واقعی کوئی serious problem ہے تو اسے مزید بہتر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اب آپ منسٹر صاحب سے رابطہ رکھیں گے اور آپس میں بیٹھ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب سوال سے ہٹ کر ہم سوال کریں تو آپ کہتے ہیں کہ سوال کا حصہ نہیں ہے۔ میرا جواب جو آیا ہے اس سے ہٹ کر مجھے جواب نہیں چاہئے۔ میرا سوال بڑا specific ہے اور اس کا مجھے answer بھی specific چاہئے۔ میں نے یہ request کی ہے کہ فاضلیہ کالونی اور احاطہ مول چند کی آبادیوں میں میری نظر میں پانی نہیں ہے لیکن ان کی نظر میں ہے۔ پندرہ ٹیوب ویل لگے ہیں یا بیس ٹیوب ویل لگے ہیں، 50 لگے یا 400 لگے ہیں تو مجھے اس سے کوئی concern نہیں ہے۔ ہم یہاں پر لوگوں کے نمائندے ہیں اور یہ اسمبلی کا ایوان ہے جہاں پر میں ان کی ایک problem لے کر آیا ہوں جو آپ کے سامنے رکھی ہے اس کا جواب آگیا ہے جو کہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں ایوان کے ماحول کو خراب کرنے کے لئے اس پر کوئی دوسری بات نہیں کرنا چاہ رہا۔

جناب سپیکر! میری صرف request ہے کہ منسٹر صاحب میرے ساتھ چلے جائیں، اپنے سٹاف کو لے لیں، ہم ان آبادیوں میں چلے جاتے ہیں، لوگوں سے پتا کر لیں کہ پانی آ رہا ہے کہ نہیں؟ اگر آ رہا ہے تو میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ میں آکر کہوں گا کہ thank you very much, well done حکومت کو credit دیں گے۔ اگر نہیں آ رہا تو مہربانی کر کے وہاں بیٹھ کر انہیں direction دے دیں کہ بھئی ان کے لئے پینے کے صاف پانی کا بندوبست کر دو۔

جناب سپیکر! یہ میری التجا ہے اور request ہے لہٰذا مجھے صرف اس کے حوالے سے جواب دے دیں۔ پندرہ ٹیوب لگنے ہیں، بیس ٹیوب ویل لگنے ہیں یہ کوئی اور بات کو کریں تو بہتر ہے۔ بات صرف وہ کریں جو اس وقت ہو رہی ہے۔ مجھے یہ بتا دیں کہ کب یہ میرے ساتھ جا رہے ہیں، کتنے بجے جا رہے ہیں؟ وہاں پر ہم بیٹھیں گے ایک اچھے ماحول کے اندر لوگوں کے ساتھ بات چیت کریں گے تاکہ ہمارا مسئلہ حل ہو جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس طرح اگر میں نے commitment شروع کر دی تو پھر آپ کو مجھے 365 دن اسمبلی سے relieve کرنا پڑے گا۔ میں گورنمنٹ کی پالیسی بتا سکتا ہوں۔ آپ کو پی پی۔148 کا میں نے بتا دیا ہے کہ وہاں پندرہ ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں، وہاں پانچ فلٹریشن پلانٹ کام کر رہے ہیں، وہاں "جائیکا پروگرام" کے تحت پانچ ٹیوب ویلز اور لگائے جا رہے ہیں، وہاں گورنمنٹ funding کے ذریعے چار مزید

ٹیوب ویل کبریٰ مسجد کے پاس، نواں کوٹ کے پاس، سمن آباد اور راحت پارک کے پاس لگائے جانے ہیں---

جناب سپیکر: نہیں، جن دو آبادیوں کا وہ ذکر کر رہے ہیں ان کے بارے میں بتائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ان آبادیوں کی یا تو یہ تردید کریں جن کی میں بات کر رہا ہوں کہ فاضلیہ کالونی، اشرفیہ پارک، احاطہ مول چند میں نہر کے کنارے---

جناب سپیکر: کون کون سی دو آبادیاں ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! نہر کے کنارے نزد جامعہ اشرفیہ میں ایک دو کیوسک کا ٹیوب ویل اکتوبر 2015 میں لگا دیا گیا ہے---

جناب سپیکر: نہیں، ان سے پوچھ لیتے ہیں۔ ابھی وہ جو آپ کو دو آبادیوں کے بارے میں بتا رہے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے ان کی بات نوٹ کر لی ہے۔ میں نے پی پی-148 کا بتا دیا ہے۔ میرے نوٹس میں آ گیا ہے اور میں ڈیپارٹمنٹ کی ڈیوٹی لگاؤں گا کہ وہاں چیک کریں اور اس کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر: جہاں پانی نہیں پہنچ رہا وہاں پانی پہنچا دیں۔ کوشش یہ کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ محکمہ کو یہ ذمہ داری دیں گے کہ وہ انکوائری کریں۔ میرے ساتھ دو دن پہلے واسا کے ڈائریکٹر پروگرام میں موجود تھے۔ ان کی statement on record تھی---

جناب سپیکر: اس سوال سے متعلقہ ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے تمام ٹیوب ویل---

جناب سپیکر: اسی آبادی کے بارے میں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جی، لاہور کے ٹیوب ویل۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے ان کی بات مکمل ہونے دیں ناں۔ پھر آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اسی کے حوالے سے بات کر رہی ہوں کہ ڈائریکٹر صاحب وہی رپورٹ ان کو دیں گے کہ سب اچھا ہے اور سب ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ کوئی ایسی رپورٹ دے سکتے ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جب ریکارڈ پر میرے ساتھ ایک گھنٹہ کے ٹی وی پروگرام پر یہ لا چکے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اگر یہ غلط ثابت ہوا۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اگر یہ visit ہو جائے گا تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، پھر ایوان میں آئے گا تو ہم اس کا نوٹس لیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان کچی آبادیوں میں پانی کا مسئلہ ہے اور پانی نہیں آ رہا۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی بتائی گئی کچی آبادیوں کو نوٹ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پانی گندا ہے اور پانی نہیں آ رہا۔ لوگوں کے مسائل ہیں اور یہ سوال اسی وجہ سے ایوان کے اندر کیا گیا ہے تاکہ منسٹر صاحب کی طرف سے کوئی جواب آ جائے اور وہ مجھے update کریں۔ اگر اس میں کمی بیشی ہے تو میں public نمائندہ ہونے کے ناتے ان کو صحیح picture دوں گا ان کو غلط picture نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر! یہ میری بات کو اس لحاظ سے take up کریں کہ میں عوام کا ایک نمائندہ ہونے کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں کوئی point scoring نہیں کر رہا۔ اگر point scoring کرنی ہے تو میں ان آبادیوں کے لوگوں کو لے کر LOS پر فیروزپور روڈ پر آ جاتا۔ اگر point scoring کروانی ہے اور میں نے کبھی اس طرح کے احتجاج کو promote نہیں کیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ سب کو پتا ہے because کہ میں believe کرتا ہوں کہ اگر حکومت کے knowledge میں چیز آئی ہے تو وہ اسے ٹھیک کرے گی لیکن اگر میری بات کو یہ مذاق بنائیں گے کہ 365 دن اور میں اسی طرح کرتا رہا۔ او بھئی آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ نے کوئی احسان کرنا ہے؟ آپ ان کے پیسوں کی تنخواہ لے رہے ہیں۔ آپ ان کی گاڑی استعمال کر رہے ہیں، آپ offices استعمال کر رہے ہیں، آپ نے احسان کرنا ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! ذرا احتیاط سے بات کریں۔ آپ اطمینان سے بات کریں۔ آپ کا attitude ٹھیک نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔ ہم یہاں پر بات کیوں نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کا یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔ یہ آپ کا طریق کار ٹھیک نہیں ہے میں آپ کو کہہ رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! نہیں۔ انہوں نے یہ ٹھیک بات کی ہے؟

جناب سپیکر: وہ اس ایوان کے معزز ممبر ہیں اور آپ آرام سے بات کریں۔ جی، اس سوال کو dispose of کرتے ہیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز مجھے بات سننے دیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع بہاولنگر: تحصیل فورٹ عباس میں فراہمی آب کی سکیمیں ودیگر تفصیلات

*2383: محترمہ نگہت شیخ: کیاوزیرہاؤسنگ، شہری ترقی اورپبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر کے کتنے چکوک میں اس وقت فراہمی آب کی سکیمیں چل رہی ہیں؟

(ب) مذکورہ تحصیل کی کس کس آبادی میں فراہمی آب کی سکیمیں کتنے عرصہ سے کس وجہ سے بند پڑی ہیں؟

(ج) تحصیل فورٹ عباس کے چک نمبر235/9-R میں فراہمی آب کی سکیم کب سے کیوں بند ہے؟

(د) حکومت مذکورہ بالا چک میں فراہمی آب کی بند سکیم کب تک چالو کردے گی، اگر چالو نہیں کر سکتی تو وجوہات بیان کریں؟

وزیرہاؤسنگ وشہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات وتعمیرات (جناب تنویراسلم ملک):

(الف) تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر کے 65 چکوک میں فراہمی آب کی سہولت مہیا کی گئی ہے جن میں سے اس وقت 53 چکوک میں فراہمی آب کی سکیمیں چل رہی ہیں۔ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر کے 65 چکوک میں سے اس وقت 12 چکوک میں فراہمی آب کی سکیمیں مختلف وجوہ کی بناء پر بند پڑی ہیں عرصہ ووجوہات کی تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) واٹر سپلائی سکیم 235/9R PRWSSP کے تحت 2001 میں بنائی گئی تھی جو کہ چک ہذا کی یوزر کمیٹی کے زیرسایہ چل رہی تھی۔ یوزر کمیٹی کی طرف سے بجلی کا بل ادانہ کرنے کی وجہ سے سال 2004 میں بجلی کا کنکشن منقطع ہوگیا اس وقت سے واٹر سپلائی سکیم بند پڑی تھی۔

اب اس گاؤں کی آبادی بڑھنے کی وجہ سے مذکورہ چک کے لوگ اس سکیم کی توسیع اور اس سکیم کو چالو کروانا چاہتے تھے۔تاہم محکمہ پبلک ہیلتھ نے اس سکیم کی بحالی اور توسیع جون 2016 میں کر کے سکیم چالو کر دی ہے اور اگست 2016 میں متعلقہ یوزر کمیٹی کے سپرد کر دی ہے اب اس سکیم سے لوگوں کو پانی کی سپلائی جاری ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے سال 16-2015 میں پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے سکیم کو مکمل کر کے چالو کر دیا ہے اور لوگ صاف پانی سے مستفید ہو رہے ہیں۔

راولپنڈی: پینے کے پانی کی پائپ لائن کو گندے نالوں اور گٹروں سے باہر نکالنے کی تفصیلات

*2385: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی شہر کے علاقہ ڈھوک فرمان علی اور ڈھوک کھبہ میں پینے کے پانی کے پائپ، گٹروں اور گندے نالوں سے گزر رہے ہیں اور وہاں کے رہائشی ہیپاٹائٹس کے مہلک امراض میں مبتلا ہو کر موت کے منہ میں جا رہے ہیں؟

(ب) کیا حکومت پینے کے پانی کی پائپ لائن کو گندے نالوں اور گٹروں سے نکالنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئر نگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! کچھ حد تک یہ درست ہے کہ پانی پینے کے پائپ نالوں سے گزر رہے ہیں کیونکہ ان نالوں کی گہرائی زیادہ ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ان پائپ لائنز کو نالے کے نیچے سے گزارا جائے۔ اس سلسلے میں واسا نے ان لائنوں کو نالوں سے گزارنے کے لئے خصوصی حفاظتی تدابیر اختیار کی ہیں اور سٹیل پائپوں کے ذریعے ان کو نالوں سے گزارا جائے اور یہ خاص خیال رکھا گیا ہے کہ سیلاب کے نشان سے اوپر رکھ کر ان کو گزارا جائے مزید اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی لائن لیک نہ کرے اگر ایسی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے کہ لائن گٹر سے گزر رہی ہے تو اس کو فوراً تبدیل کر کے دوسرے رخ موڑ دیا جاتا ہے۔

(ب) حکومت نے پینے کے پانی کی پائپ لائنز کو گندے نالوں اور گٹروں سے نکالنے کے لئے گیسٹرو منصوبہ شروع کیا ہے اس کا تخمینہ لاگت 500 ملین روپے ہے اور اس پر کام شروع ہے اور اس منصوبے کے تحت شہر بھر کی پرانی و بوسیدہ لائنیں تبدیل کی جائیں گی۔

حلقہ پی پی۔200 ملتان میں صاف پینے کے پانی کے فلٹریشن پلانٹ سے متعلقہ تفصیلات

*3372: جناب شوکت حیات خان بوسن: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔200 ملتان میں صاف پینے کے پانی کے کتنے واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب کئے گئے ہیں؟

(ب) حکومت پی پی۔200 میں مزید کتنے واٹر فلٹریشن پلانٹس لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف)

(i) واسا ملتان

واسا ملتان نے حلقہ پی پی۔200 میں صاف پانی کے لئے کوئی پلانٹ نصب نہ کیا ہے، البتہ ٹی ایم اے نے دو پلانٹس لگائے تھے اور وہ ڈی سی او کے آرڈر نمبر ADLG/MN/259 مورخہ 16-05-24 کے تحت واسا ملتان نے اپنی تحویل میں لئے ہیں جو مندرجہ ذیل جگہوں پر چل رہے ہیں۔

1۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ، گلشن مہر کالونی، یونین کونسل نمبر 45

2۔ واٹر فلٹریشن پلانٹ، بستی تاج پورہ سندیلہ، یونین کونسل نمبر 59

(ii) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ

پی پی۔200 ملتان میں صاف پینے کے پانی کے 38 واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب کئے گئے ہیں جو کہ ٹی ایم اے بوسن ٹاؤن، ملتان کو Operation & Maintenance کے لئے hand over کر دیئے گئے ہیں۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) منظوری و فراہمی فنڈز پر مزید واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جائیں گے۔

راولپنڈی میں واٹر سپلائی کے لئے ٹیوب ویلوں کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

*4321: ملک تیمور مسعود: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں13-2012 سے آج تک واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ پر لگائے گئے؟

(ب) اس میں کتنے ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں اور کتنے خراب ہیں، جو خراب ہیں ان کو کب ٹھیک کر دیا جائے گا؟

(ج) ضلع راولپنڈی کی آبادی کے لئے روزانہ کتنے گیلن پانی کی ضرورت ہے؟

(د) ان ٹیوب ویلوں سے روزانہ کتنے گیلن پانی مذکورہ شہر کو فراہم کیا جاتا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس شہر میں مزید ٹیوب ویل برائے واٹر سپلائی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع راولپنڈی میں13۔2012 سے آج تک واٹر سپلائی کے لئے مندرجہ ذیل ٹیوب ویل لگائے گئے۔

1۔پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ:

سال13۔2012

یوسف کالونی (راولپنڈی)	1عدد
ٹیکسلا شہر (ٹیکسلا)	3عدد

سال14۔2013

شکریال (راولپنڈی)	1عدد
پی پی14 (راولپنڈی)	1عدد
ٹوٹل	6عدد

2۔واسا راولپنڈی:۔

واسا راولپنڈی میں سال13۔2012 سے آج تک 81عدد ٹیوب ویلز لگائے گئے ہیں۔

(ب) 1۔پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈیپار ٹمنٹ:

تمام ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں۔

2۔واسا راولپنڈی:۔

تمام ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں

(ج) 1۔ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈیپار ٹمنٹ:

ضلع راولپنڈی کی دیہی آبادی 19 لاکھ 39 ہزار 3 سو افراد پر مشتمل ہے جس کو روزانہ 1 کروڑ 93 لاکھ 93 ہزار 90 گیلن پانی کی ضرورت ہے۔

2۔واسا راولپنڈی:

واسا کے زیر انتظام راولپنڈی کی آبادی کے لئے یومیہ 60 ملین گیلن پانی کی ضرورت ہے۔

(د) 1۔پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈیپار ٹمنٹ:

مذکورہ بالا تمام 6 عدد ٹیوب ویلز سے متعلقہ علاقوں کو تقریباً 69000 گیلن پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

2۔واسا راولپنڈی:۔

ان ٹیوب ویلوں سے 4.86 ملین گیلن پانی یومیہ مذکورہ شہر کو فراہم کیا جا رہا ہے۔

(ہ) 1۔پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈیپار ٹمنٹ:

ضرورت کے مطابق Plan تیار کر کے سکیمیں بنائی جائیں گی۔

2۔واسا راولپنڈی:۔

دو نئی واٹر سپلائی سکیم کے تحت 32 عدد مزید ٹیوب ویل لگائے جائیں گے۔

لاہور: محلہ پیپسی روڈ کا سیوریج سسٹم سے متعلقہ تفصیلات

*4392: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور محلہ پیپسی روڈ تاج پورہ وارد گرد تمام آبادیوں میں سیوریج سسٹم بالکل ناکارہ ہو چکا ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا علاقے کے سیوریج سسٹم فوری بحال کرنے کے لئے مالی سال 2014-15 میں فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) مذکورہ علاقے میں لگا ہوا سیوریج سسٹم درست کام کر رہا ہے۔ جب کبھی سیوریج بندش کی شکایت موصول ہوتی ہے تو اس کو فوری رفع کر دیا جاتا ہے۔

(ب) مذکورہ علاقہ میں بچھا ہوا سیوریج سسٹم درست کام کر رہا ہے۔

حویلی لکھا میں سرکاری پانی کی فراہمی کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلز سے متعلقہ تفصیلات

*4675: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ٹاؤن ضلع اوکاڑہ میں سرکاری پانی کی فراہمی کے لئے کتنے ٹیوب ویلز کام کر رہے ہیں؟

(ب) مذکورہ ٹیوب ویلز کب لگائے گئے؟

(ج) اس وقت مذکورہ ٹاؤن کی کل آبادی کتنی ہے اور اس آبادی کی مناسبت سے کتنے مزید نئے ٹیوب ویلز لگانے مقصود ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) حویلی لکھا ٹاؤن ضلع اوکاڑہ میں کل 13 عدد ٹیوب ویلز مختلف سکیموں کے تحت لگائے گئے ہیں جن میں سے 8 عدد ٹیوب ویلز شہر کو پانی مہیا کر رہے ہیں۔ بقیہ پانچ بند پڑے ہیں۔

(ب) دو عدد ٹیوب ویلز 70-1969 میں جبکہ پانچ عدد ٹیوب ویلز 2000-1999 اور چھ عدد ٹیوب ویلز 15-2014 میں لگائے گئے ہیں اور یہ چھ عدد ٹیوب ویلز واپڈا کی طرف سے بجلی کا کنکشن لیٹ لگنے کی وجہ سے مارچ 2016 میں فنکشنل ہوئے۔

(ج) مذکورہ ٹاؤن کی کل آبادی 101500 نفوس پر مشتمل ہے جس کی مناسبت سے محکمہ PHED نے حویلی لکھا ٹاؤن میں کل 13 عدد ٹیوب ویلز لگائے جن میں سے 8 عدد ٹیوب ویلز شہر کو پانی مہیا کر رہے ہیں اور 5 عدد ٹیوب ویلز جو کے بند پڑے ہیں وہاں نئے ٹیوب ویلز لگانے مقصود ہیں۔

اوکاڑہ: حویلی لکھا میں سیوریج سسٹم سے متعلقہ تفصیلات

*4690: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ٹاؤن ضلع اوکاڑہ میں کتنی یونین کونسلز میں سیوریج سسٹم نہ ہے؟

(ب) کتنی یوسیز ایسی ہیں جہاں پر سیوریج سسٹم موجود ہے؟

(ج) حکومت مذکورہ شہر میں کب تک نالیوں کے سسٹم کو بند کر کے سیوریج سسٹم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) حویلی لکھا ٹاون ضلع اوکاڑہ کل تین یونین کونسلز نمبر 106، 107 اور 108 پر مشتمل ہے۔ ان تینوں میں سیوریج سسٹم کا کام جاری ہے۔

(ب) حویلی لکھا شہر کی تینوں یونین کونسلز میں سیوریج سسٹم کا کام جاری ہے۔ اس سے پہلے ان یونین کونسلز میں مکمل طور پر یہ سہولت موجود نہ تھی۔

(ج) حکومتِ پنجاب کی وساطت سے مالی سال 12-2011 میں حویلی لکھا شہر کے لئے ایک سیوریج سکیم کا منصوبہ منظور کیا گیا جس کا موجودہ تخمینہ لاگت 206.47 ملین روپے ہے۔ اس منصوبے پر اب تک تقریباً 199.789 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ مالی سال 17-2016 میں حکومتِ پنجاب نے 6.628 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔ یہ منصوبہ مالی سال 17-2016 میں مکمل ہو جائے گا۔ اور اس سے شہر کی تینوں یونین کونسلز کی گلیوں، بازاروں اور نئی آبادیوں میں مکمل طور پر سیور پائپ بچھا دیا جائے گا جس سے نالیوں کا سسٹم خود بخود ختم ہو جائے گا۔

واٹر سپلائی کے لئے ٹیوب ویل سے متعلقہ تفصیلات

*4733: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-152 لاہور میں 14-2013 کے دوران واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کس کس جگہ لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ٹیوب ویل چالو حالت میں اور کتنے خراب ہیں؟

(ج) خراب ٹیوب ویلز کو کب تک چالو کر دیا جائے گا؟

(د) کیا حکومت مذکورہ پی پی میں مزید ٹیوب ویل برائے واٹر سپلائی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئر نگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پی پی۔152 لاہور میں 14۔2013 کے دوران واٹر سپلائی کے لئے 2 عدد ٹیوب ویلز لگائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیوب ویل بی(B) بلاک گلبرگ میں جبکہ دوسرا ٹیوب ویل پی بلاک ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن میں لگایا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ نئے لگائے جانے والے ٹیوب ویلز چالو حالت میں ہیں اور کوئی ٹیوب ویل خراب نہ ہے۔

(ج) نئے لگائے جانے والے ٹیوب ویلز میں سے کوئی ٹیوب ویل بھی خراب نہ ہے۔

(د) جی ہاں! وہ تمام ٹیوب ویلز جو اپنی میعاد / مدت پوری کرنے کے بعد بند ہو جائیں گے اُن کی تبدیلی کے لئے نئے ٹیوب ویل لگائے جائیں گے اور یہ کام مرحلہ وار کیا جائے گا۔

سرگودھا شہر میں واٹر سپلائی سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*5474: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا شہر میں پرانی واٹر سپلائی سکیم کافی عرصہ سے خراب پڑی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واٹر سپلائی کو چلانے کے لئے وہاں نصب مشینری کی حفاظت کے لئے چار دیواری بھی نہ ہے؟

(ج) کیا حکومت پرانی واٹر سپلائی سکیم کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئر نگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) سرگودھا شہر میں تکمیل شدہ واٹر سپلائی کی سکیم دیکھ بھال کے لئے ٹی ایم اے سرگودھا کے سپرد ہے اور سکیم چل رہی ہے۔

(ب) واٹر سپلائی کی مشینری کی حفاظت کے لئے پمپ ہاؤس بنایا گیا ہے جو چار دیواری اور چھت پر مشتمل ہے جس میں دروازے اور کھڑکیاں بھی نصب ہیں۔

(ج) سرگودھا شہر کے لئے تکمیل شدہ پرانی واٹر سپلائی سکیم ٹی ایم اے سرگودھا کے زیر انتظام چل رہی ہے۔ شہر کی واٹر سپلائی میں توسیع کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل منصوبہ جات شروع کر رکھے ہیں۔

		تخمینہ لاگت (ملین)
1۔	واٹر سپلائی سکیم چک 49 جنوبی (ٹیل) اور ملحقہ آبادی سرگودھا	144.597
2۔	توسیع واٹر سپلائی سکیم سرگودھا بیسڈ آن کینال واٹر سپلائی سکیم سرگودھا زون	268.210

مزید برآں توسیع واٹر سپلائی سکیم سرگودھا بیسڈ آن کینال واٹر سپلائی سکیم سرگودھا زون۔II اور زون۔III کا منصوبہ اصولاً منظور کر لیا گیا ہے جن کی لاگت بالترتیب 1862.677 ملین ہے جو کہ فنڈز کی فراہمی کے لئے شروع کئے جائیں گے۔

پی ایچ اے لاہور میں ملازمین کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

*5516: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی ایچ اے لاہور میں کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں، ان میں کتنی اسامیاں پر اور کتنی خالی ہیں؟

(ب) پی ایچ اے لاہور کے دفاتر میں کتنی گاڑیاں کون کون سے ماڈل کی ہیں۔ یہ گاڑیاں کب اور کتنی لاگت میں خریدی گئی ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) پی ایچ اے میں سال 14۔2013 کے دوران لاہور کے دفاتر میں گاڑیوں پر کتنی رقم کا پٹرول خرچ کیا گیا ان کی دیکھ بھال پر کتنی لاگت آئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) پی ایچ اے لاہور کے دفاتر میں سال 14۔2013 کے دوران ملازمین کے علاج معالجہ پر کتنی رقم خرچ کی گئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) سال 14۔2013 کے دوران پی ایچ اے لاہور کے ملازمین کی یونیفارم، فرنیچر، ڈاک، اشتہارات اور دیگر متفرق اخراجات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات وتعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پی ایچ اے میں 7086 اسامیاں منظور شدہ ہیں، ان میں 6918 اسامیاں پُر ہیں اور 168 خالی ہیں۔

(ب) پی ایچ اے لاہور کے دفاتر میں 44 گاڑیاں ہیں۔ پی ایچ اے کی خریدی گئی گاڑیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. ہنڈا سٹی 17 عدد ماڈل 2007 جو کہ سال 2007 میں خریدی گئی تھی ایک گاڑی کی قیمت مبلغ۔/850,911 روپے تھی۔
2. ٹیوٹا کرولا ایک عدد ماڈل 2003 جو کہ سال 2003 میں خریدی گئی تھی جس کی قیمت مبلغ۔/854,000 روپے تھی۔
3. ٹیوٹا کرولا ایک عدد ماڈل 2007 جو کہ سال 2007 میں خریدی گئی تھی جس کی قیمت مبلغ ۔/1,227,000 روپے تھی۔
4. سوزوکی کلٹس آٹھ عدد ماڈل 2004 جو کہ سال 2004 میں خریدی گئی تھی ایک گاڑی کی قیمت مبلغ۔/591,000 روپے تھی۔
5. سوزوکی کلٹس دو عدد ماڈل 2007 جو کہ سال 2007 میں خریدی گئی تھی ایک گاڑی کی قیمت مبلغ۔/627,000 روپے تھی۔
6. سوزوکی بلینو دو عدد ماڈل 2004 جو کہ سال 2004 میں خریدی گئی تھی ایک گاڑی کی قیمت مبلغ۔/745,000 روپے تھی۔
7. ٹیوٹا ہائی لکس ایک عدد ماڈل 2012 جو کہ سال 2012 میں خریدی گئی تھی جس کی قیمت مبلغ۔/1,634,200 روپے تھی۔

باقی گیارہ گاڑیاں دوسرے محکموں سے پی ایچ اے کو ٹرانسفر ہوئیں۔

(ج) پی ایچ اے کی گاڑیوں نے سال 14-2013 کے دوران مبلغ۔/9,198,493 روپے کا پٹرول خرچ کیا تھا اور پی ایچ اے کی گاڑیوں کی دیکھ بھال پر 14-2013 میں مبلغ ۔/3,485,390 روپے کی رقم خرچ ہوئی تھی۔

(د) پی ایچ اے لاہور کے دفاتر میں سال 14-2013 کے دوران ملازمین کے علاج معالجہ پر 28.000 ملین خرچ کیا گیا۔

(ہ) پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی لاہور کی جانب سے تعمیراتی امور و دیگر معاملات کی بابت مروجہ اشتہارات کے لئے سال 14-2013 کے دوران مبلغ۔/574,169 روپے خرچ کئے گئے۔ سال 14-2013 کے دوران پی ایچ اے کے ملازمین کے یونیفارم پر مبلغ۔/861,710 روپے کی رقم خرچ ہوئی تھی۔

سال14۔2013 کے دوران پی ایچ اے کے دفاتر میں فرنیچر پر مبلغ۔/81,858روپے خرچ ہوئے تھے۔

گوجرانوالہ:پی ایچ اے کے دفتر اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*5775:چودھری اشرف علی انصاری:کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی ایچ اے گوجرانوالہ کا قیام کب عمل میں لایا گیا نیز اس کے قیام کے مقاصد سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) پی ایچ اے گوجرانوالہ میں اس وقت کتنے اہلکار و ملازمین کس کس گریڈ کے کیا کیا فرائض سرانجام دے رہے ہیں نیز کون کون سے ملازمین ریگولر ہیں اور کون سے deputation پر ہیں؟

(ج) پی ایچ اے گوجرانوالہ نے گزشتہ پانچ سال کے دوران گوجرانوالہ شہر کی خوبصورتی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور ان پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(د) پی ایچ اے گوجرانوالہ کے ذرائع آمدن کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پارکس اینڈ ہارٹی کلچر اتھارٹی گوجرانوالہ کا قیام اپریل2014کو PHA Act 2012 کے تحت ہوا۔پی ایچ اے گوجرانوالہ کے قیام کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

- شہر گوجرانوالہ میں نئے پارکس، گرین بیلٹس، تکون، سڑک کی درمیانی پٹی، کھیل کے میدانوں اور پبلک مقامات کو پُر فضا بنانا ہے۔
- شہر گوجرانوالہ کی خوبصورتی کے لئے یکساں اور مربوط باغبانی کے نقطہ نظر کو منظم بنانا ہے۔
- ثقافتی اور تفریحی اہمیت کے حامل مقامات کا تحفظ کرنا ہے اور شہر کو سرسبز، صاف ستھرا اور روشن بنانا ہے۔
- تفریح اور ثقافت کی ترویج کے لئے جشن بہاراں جیسے تہواروں کا انعقاد کرنا ہے۔

(ب) پی ایچ اے گوجرانوالہ میں اس وقت348ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل(A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور اس کے علاوہ چھ عدد آفیسر / ملازمین مختلف محکموں

سے deputation پر آئے ہیں جن کی تفصیل(B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور چار عدد آفیسر مختلف محکموں سے ایڈیشنل ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں تفصیل(C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پی ایچ اے گوجرانوالہ اپریل2014 کو معرض وجود میں آیا ہے اس کے بعد گوجرانوالہ شہر میں چند داقلعہ تالپنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ کے دونوں اطراف اور گرین بیلٹس پر پودے لگائے گئے ہیں۔ پارکوں میں پھول اور پودے لگا کر ان کی خوبصورتی میں اضافہ کیا ہے۔

- ❖ شہر کے مختلف مقامات پر پھولوں کی دیواریں(Walls) بنائی گئی ہیں جن میں سیالکوٹ روڈ، دستگیر چوک، کمشنر روڈ، جی ٹی روڈ نزد اقبال ہائی سکول شامل ہیں۔
- ❖ سال15۔2014اور16۔2015کے دوران جو رقم خرچ کی گئی ہے اس کی تفصیل(D)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پی ایچ اے گوجرانوالہ کے ذرائع آمدن بل بورڈز، سکائی سائن، سالانہ نیلامی کنٹین وفن لینڈ اور آؤٹ ڈور ایڈورٹائزمنٹ ٹیکس کی وصولی ہے جس کی تفصیل(E)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرگودھا: آشیانہ ہاؤسنگ سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*6064: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا قیام عمل میں لایا گیا تھا تاحال کتنے کوارٹر تعمیر ہوئے ہیں اور کتنے الاٹ ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کسی شخصیت کو مالی فائدہ دینے کے لئے سیم زدہ اراضی منتخب کی گئی تھی جس کی وجہ سے سکیم ہذا رہائش کے قابل نہ ہے مگر اربوں روپے ضائع کئے گئے ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ذمہ داروں کے خلاف اب تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے نہیں تو کیوں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع سرگودھا کی آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کو مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر 2014 میں ختم کر دیا گیا ہے:

1. زمین شہر سے بہت دور ہے اور ٹرانسپورٹ کا نظام بھی نہیں ہے۔
2. کمرشل سینٹر اور مواصلاتی نظام نہ ہونے کی وجہ سے زمین کی افادیت / مارکیٹ ویلیو بہت ہی کم ہے۔
3. کسی قریبی آبادی کے نہ ہونے کی وجہ سے سکیورٹی خدشات بھی موجود ہیں۔
4. 2011 میں 100 سے بھی کم درخواستیں موصول ہوئی تھیں۔ ضلع سرگودھا کی آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں اب تک 8 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں جس میں ماڈل گھروں کی لاگت بھی شامل ہے۔

(ب) PLDC آشیانہ سکیموں کے لئے ضلعی انتظامیہ سے سرکاری زمین کی نشاندہی کے لئے رجوع کرتی ہیں۔ مندرجہ بالا زمین متعلقہ ضلعی انتظامیہ کی ہی تجویز کردہ ہے یہ بات قطعی غلط ہے کہ مذکورہ سکیم کسی شخصیت کو مالی فائدہ دینے کے لئے سیم زدہ اراضی منتخب کی گئی تھی

(ج) اس سوال کا جواب اوپر دیئے گئے جوابات میں ہی شامل ہے

ایل او ایس پراجیکٹ سے متعلقہ تفصیلات

*6682: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایل او ایس پراجیکٹ کب شروع کیا گیا، کتنے عرصہ میں مکمل ہوا اور اس کا تخمینہ لاگت کیا ہے، یہاں پر اوپن ڈرین کو کور کرنے کے لئے اگر واسا سے این او سی لیا گیا تو اس کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے؟

(ب) اس پراجیکٹ کے لئے کتنی جگہ acquire کی گئی، تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت ایل او ایس پر میٹرو بس چلانے کا منصوبہ رکھتی ہے اگر ہاں تو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

(د) اس پراجیکٹ کے contractor کا نام کیا ہے اس پراجیکٹ پر بجلی کے نظام کی تبدیلی اور لائٹوں پر کتنی لاگت آئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ایل او ایس پراجیکٹ جون2013 میں شروع ہوا۔ یہ پراجیکٹ تقریباً عرصہ دو سال میں مکمل ہوا اس کا تخمینہ لاگت4431.000 ملین روپے ہے۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے منظوری کے بعد اوپن ڈرین کو کور کرنے کے لئے M/S NESPAK/ECSP(JV) نے واسا کی مشاورت سے ڈیزائن تیار کیا۔ ٹیپا اور واسا لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے زیر انتظام ہیں۔ ٹیپا، واسا اور ایل ڈی اے کے منصوبوں کی منظوری ایل ڈی اے اتھارٹی سے لی جاتی ہے جو کہ ان اداروں کی مشترکہ گورننگ باڈی ہے۔ ٹیپا، واسا اور ایل ڈی اے کے سربراہان اس گورننگ باڈی کے ممبر ہیں۔ یہ اپنے سے متعلقہ معاملات پر اس میٹنگ میں بحث کر لیتے ہیں اور اس کی منظوری کے بعد ان اداروں سے NOC کی ضرورت نہ ہے۔

(ب) اس پراجیکٹ کے لئے 27 کنال 6 مرلے جگہ acquire کی گئی۔ مالکان / قابضین کو تمام ادائیگیاں لینڈ ایکوزیشن کلکٹر ایل ڈی اے نے کر دی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) نہیں۔ حکومت ایل او ایس پر میٹرو بس چلانے کا کوئی منصوبہ نہیں رکھتی ہے۔

(د) اس پراجیکٹ کے Contractor کا نام (M/S ZKB-RELIABLE JV) ہے۔ اس پراجیکٹ پر بجلی کے نظام کی تبدیلی اور لائٹوں پر کل 93.76 ملین روپے لاگت آئی ہے۔

لاہور: میڈیسن مارکیٹ کے متاثرین سے متعلقہ تفصیلات

*6715: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راوی روڈ لاہور پر واقع میڈیسن مارکیٹ اور دیگر دکانیں دوران سگنل فری اوور ہیڈ برج منصوبہ مسمار کر دی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متاثرین میڈیسن مارکیٹ کو ان کے کاروبار تباہ ہونے پر انہیں دوبارہ کاروبار شروع کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے مالی امداد دینے کا وعدہ کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ دکانداروں نے اپنے اثر ورسوخ کی بناء پر انتظامیہ سے حکومت کی طرف سے اعلان کردہ مالی امداد لے لی اور جن کا کوئی اثر ورسوخ نہیں تھا، وہ تاحال دفتروں کے چکر کاٹ رہے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متاثرین جو مالی امداد سے محروم ہیں ان کو رقم دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات وتعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ آزادی چوک سگنل فری جنکشن کی تعمیر کے لئے صرف ان دکانوں کو مسمار کیا گیا جن کی زمین منصوبہ کے لئے درکار تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ آزادی چوک سگنل فری جنکشن کی تعمیر کے لئے جن دکانوں کی زمین درکار تھی ان دکانداروں کو کاروباری نقصان کے عوض حکومت کی طرف سے مالی معاونت کا حکم دیا گیا، جس کی سمری وزیراعلیٰ پنجاب نے منظور کی۔ متاثرہ لوگوں کو منظور شدہ پالیسی کے مطابق کاروباری نقصان کی ادائیگی کی گئی۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ منظور کردہ پالیسی کے مطابق حکومت نے ان افراد / متاثرین کے لئے مالی امداد کا اعلان کیا جن کی دکان پانچ مرلہ سے کم تھی اور جن کی دکان کی جگہ 70 فیصد سے زیادہ منصوبہ کے لئے حاصل کی گئی۔ اس اصول کے مطابق تمام ایسے افراد / دکانداروں کی مالی معاونت پانچ لاکھ روپے فی مرلہ کے حساب سے ادا کرنا منظور پائی۔ وہ افراد / متاثرین جنھوں نے اپنے ملکیت / کرایہ داری کے شواہد جمع کروائے، ان کو حکومت پنجاب کی اصولی پالیسی کے مطابق بلاامتیاز ادائیگی کی گئی۔

(د) منظور کردہ پالیسی کے مطابق حکومت نے ان افراد / متاثرین کے لئے مالی امداد کا اعلان کیا جن کی دکان پانچ مرلہ سے کم تھی اور اس کی دکان کی جگہ 70 فیصد سے زیادہ منصوبہ کے لئے حاصل کی گئی۔ اس اصول کے مطابق تمام ایسے افراد / دکانداروں کی مالی معاونت پانچ لاکھ روپے فی مرلہ کے حساب سے ادا کرنا منظور پائی۔ اب تک کل 181 افراد / متاثرین میں سے 131 افراد / متاثرین اپنے کاروباری نقصان کی رقم وصول کر چکے ہیں۔ اگر کوئی بھی فرد / متاثر جو کہ مندرجہ بالا اصول پر پورا اترتا ہے، اسے معاوضہ کی رقم نہیں ملی اور اس کے پاس

ملکیت /کرایہ داری کی دستاویزات بھی موجود ہیں تو وہ لینڈایکوزیشن کلکٹر ایل ڈی اے سے رابطہ کر سکتاہے تاکہ اسے کاروباری نقصان کی ادائیگی ہو سکے۔

میٹروبس سروس ٹریک راولپنڈی پر لاگت سے متعلقہ تفصیلات

*6717:جناب محمد عارف عباسی:کیا وزیر ہاؤسنگ،شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) میٹروبس سروس ٹریک راولپنڈی پر کل کتنی لاگت آئی، تفصیل فراہم کریں؟

(ب) راولپنڈی میٹروبس سروس ٹریک میں استعمال ہونے والے مٹیریل کی specification کے بارے میں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا ٹریک کی quality چیک کرنے کے لئے کسی فرم کو appoint کیا گیا تھا اس میں جو اخراجات آئے،اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی،پبلک ہیلتھ انجینئر نگ / مواصلات وتعمیرات(جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) راولپنڈی اسلام آباد میٹروبس پراجیکٹ کی کل لاگت 44.84۔ارب روپے ہے۔اس میں میٹروبس ٹریک کی لاگت 39.90۔ارب روپے اور پشاور موڑ انٹرچینج کی اضافی لاگت 4.94۔ارب روپے ہے۔

(ب) راولپنڈی اسلام آباد میٹرو بس پراجیکٹ میں نیشنل ہائی وے اتھارٹی(NHA) کی specifications کو پراجیکٹ کی ڈیزائن ضروریات کے مطابق کنسلٹنٹ NESPAK نے تبدیلیوں کے ساتھ مرتب کیاہے جوکہ عالمی معیار کے عین مطابق ہیں۔

(ج) راولپنڈی اسلام آباد میٹروبس پراجیکٹ کی quality کو چیک کرنے کے لئے NESPAK کو بطور کنسلٹنٹ مقرر کیا گیااور اس ضمن میں NESPAK کو تقریباً58 کروڑ روپے ادا کئے گئے جوکہ کل تعمیراتی لاگت کاتقریباً2 فیصد بنتاہے۔

گجرات:نکاسی وفراہمی آب کی سکیموں سے متعلقہ تفصیلات

*6977:میاں طارق محمود:کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے تحت کس کس قصبہ اور گاؤں میں سیوریج سسٹم اور واٹر سپلائی کی سکیمیں چل رہی ہیں؟

(ب) اس وقت واٹر سپلائی کی کتنی سکیمیں بند ہیں اور یہ کب سے بند ہیں، ان کی بندش کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان سکیموں پر سال 14۔2013 اور 15۔2014 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی، تفصیل سکیم وار بتائیں؟

(د) کتنی سکیمیں واٹر سپلائی کی اس وقت زیر تعمیر ہیں، ان سکیموں کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ گجرات کے مکمل کئے ہوئے سیوریج کے تین اور واٹر سپلائی کے 117 منصوبہ جات چل رہے ہیں۔ شہری علاقوں میں سیوریج و واٹر سپلائی کی سکیمیں ٹی ایم اے کے تحت چل رہی ہیں جبکہ دیہی علاقوں میں CBO's کے تحت سکیمیں چل رہی ہیں۔

(ب) اس وقت واٹر سپلائی کی 54 سکیمیں بند پڑی ہیں۔ ان کی بندش کی تاریخ اور وجوہات کی تفصیل A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) واٹر سپلائی کی دیکھ بھال کی ذمہ داری محکمہ پبلک ہیلتھ کے پاس نہ ہے۔ رورل واٹر سپلائی سکیموں کی دیکھ بھال CBO کے ذمہ ہے لہٰذا محکمہ کی طرف سے اس ضمن میں کوئی خرچ کرنے کا سوال نہ ہے۔

(د) اس وقت 11 عدد واٹر سپلائی سکیمز زیر تعمیر ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بھکر: کلورکوٹ روڈ چونگی نمبر 5 سیوریج لائن کی تکمیل کا مسئلہ

*6979: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بھکر حلقہ پی پی۔48 کلور کوٹ روڈ چونگی نمبر 5 میں سیوریج لائن کا کام ناقص اور ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے؟

(ب) مذکورہ سیوریج کا کام کس ٹھیکیدار کو سونپا گیا اور کتنی رقم اور کتنی مدت میں مذکورہ کام کی تکمیل کا معاہدہ تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج لائن مکمل ہونے سے پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہے؟

(د) کیا حکومت متعلقہ حکام اور ٹھیکیدار کے خلاف تحقیقات کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حلقہ پی پی۔48 کلور کوٹ روڈ چونگی نمبر 5 دریا خان میں سیوریج لائن کا کام ناقص اور ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ سیوریج کا کام میسرز الرحیم کنسٹرکشن کمپنی کو مورخہ 30.03.2015 مالیت 11,40,048/۔ روپے مدت میعاد ایک ماہ الاٹ ہوا تھا جو مقررہ مدت میں مکمل کر دیا گیا ہے۔

(ج) درست نہ ہے بلکہ مذکورہ سیوریج سکیم اندر میعاد مدت تکمیل ہو کر چالو اور درست حالت میں ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ سیوریج سکیم ہر لحاظ سے مکمل اور درست حالت میں کام کر رہی ہے لہٰذا ٹھیکیدار کے خلاف تحقیقات کا کوئی جواز نہ ہے۔

چنیوٹ: سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*7007: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم کس سال میں لانچ کی گئی تھی، اس کے کل کتنے پلانٹ کس کس سائز کے تھے؟

(ب) تاحال کتنے پلاٹس ہیں جن کی فروخت نہیں ہو سکی؟

(ج) سیٹلائٹ ٹاؤن کے پلاٹس کی خرید وفروخت کا کیا طریق کار ہے کیا حکومت موجودہ طریق کار کے مطابق پلاٹ فروخت کرنے کے لئے اشتہار دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) لوانکم ہاؤسنگ سکیم چنیوٹ (سیٹلائٹ ٹاؤن سکیم) سال جون 1977 میں لانچ کی گئی تھی اور اس کے کل کمرشل و رہائشی 1170 پلاٹس ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

رہائشی

01 کنال	10 مرلہ	7 مرلہ	5 مرلہ	3 مرلہ	کل پلاٹس
67	139	91	443	378	1118

کمرشل

5 مرلہ	1 مرلہ دکانات	کل پلاٹس
23	29	52

(ب) تفصیل پلاٹ جن کی فروخت نہیں ہو سکی۔

رہائشی

01 کنال	10 مرلہ	7 مرلہ	5 مرلہ	3 مرلہ	کل پلاٹس
---	--	1	7	8	16

کمرشل: 5 مرلہ کمرشل کے 2 پلاٹ ابھی تک فروخت نہ ہوئے ہیں۔

(ج) ایک کنال دس مرلہ اور سات مرلہ رہائشی پلاٹوں کی فروخت بذریعہ نیلام عام کی جاتی ہے جبکہ سات مرلہ و تین مرلہ کے رہائشی پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی بغیر نفع اور نقصان کی بنیاد پر الاٹ کئے جاتے ہیں۔ حکومت مجریہ قانون 2014 کے قواعد کے مطابق کارروائی کرنے کے بعد چھ ماہ کے اندر بقیہ پلاٹوں کی فروخت یا الاٹمنٹ کا ارادہ رکھتی ہے۔

وہاڑی شہر میں واٹر سپلائی کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*7031: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے سال 2012 سے اب تک سٹی وہاڑی میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی ہے، الگ الگ سال وار مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) مندرجہ بالا منصوبہ جات کب سے شروع کئے گئے ہیں اور ان میں سے کتنے منصوبے بروقت مکمل ہوئے اور کتنے ابھی نامکمل ہیں؟

(ج) کیا حکومت مزید نئے منصوبے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی پنجاب نے سال 2012 سے اب تک ایک منصوبہ بنام کمپری ہینسو واٹر سپلائی اینڈ سیوریج فار وہاڑی سٹی کی منظوری دی ہے جس کا تخمینہ لاگت 308.199 ملین ہے یہ منصوبہ 16-2015 کو منظور ہوا اور اس کے لئے 2.00 ملین روپے کے فنڈز جاری کئے گئے جو کہ جون 2015 تک خرچ ہو گئے۔ اب مالی سال 17-2016 میں 10.00 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) کمپری ہینسو واٹر سپلائی اینڈ سیوریج فار وہاڑی سٹی کا منصوبہ مالی سال 16-2015 میں شروع کیا گیا جس کی مدتِ تکمیل دو سال ہے۔

(ج) کمپری ہینسو واٹر سپلائی اینڈ سیوریج فار وہاڑی سٹی کا منصوبہ جو کہ 16-2015 میں شروع ہوا۔ اس منصوبہ سے سال 2036 تک 320,443 افراد مستفید ہوں گے اس کے بعد اس منصوبہ میں توسیع درکار ہو گی۔

آشیانہ ہاؤسنگ سکیم ساہیوال سے متعلقہ تفصیلات

*7037: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آشیانہ ہاؤسنگ سکیم ضلع ساہیوال کب شروع کی گئی، یہ کب مکمل ہونا تھی، اس کا تخمینہ لاگت کیا تھا؟

(ب) اس سکیم کے تحت کل کتنے فلیٹس / گھر بنائے گئے، بلاک وار مکمل تفصیل بتائیں؟

(ج) کتنے فلیٹس / گھر مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے گھر نامکمل ہیں، اگر نامکمل ہیں تو وہ کس سطح پر ہیں اور ان کا کتنا کام کس کس نوعیت کا باقی ہے؟

(د) ان گھروں / فلیٹس کے نامکمل ہونے کی کیا وجوہات ہیں نیز کیا مقررہ مدت میں مکمل نہ ہونے سے ان پر تخمینہ لاگت بڑھ گیا ہے جس سے خزانہ کو شدید نقصان ہوا ہے؟

(ہ) ان فلیٹس / گھروں کے بروقت مکمل نہ کرنے والے ذمہ داران افسران / ٹھیکیداران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) آشیانہ ہاؤسنگ سکیم ضلع ساہیوال فروری 2012 میں شروع کی گئی، یہ فروری 2013 میں مکمل ہونا تھی، اس کا تخمینہ لاگت 375 ملین روپے، بشمول زمین کی قیمت (108 ملین روپے)، انفراسٹرکچر (73 ملین روپے)، پلاٹ، گھروں کی تعمیر (180 ملین روپے)، باؤنڈری وال (ایک ملین روپے)، گیٹ (تین ملین روپے) اور کنسلٹنسی فیس (دس ملین روپے) ہے۔

(ب) اس سکیم کے تحت فیز-I میں تین مرلہ کے 125 گھر اور پانچ مرلہ کے 87 پلاٹ شامل ہیں۔

(ج) تمام گھر مکمل ہو چکے ہیں، سب الاٹیوں کی تصدیق بھی ہو چکی ہے جبکہ گھروں کی چابیاں بقایاجات ملنے کی صورت میں الاٹیوں کو دی جائیں گی۔ تمام الاٹیوں کو اس سلسلے میں مطلع کر دیا گیا ہے۔

(د) تمام گھر مقررہ مدت میں کنٹریکٹ کی منظور شدہ رقم کے اندر مکمل ہو چکے ہیں

(ہ) مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ سوال غیر متعلقہ ہے۔

ایل ڈی اے ہاؤسنگ سکیموں میں مختار عام کی سہولت

*7167: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ایونیو ون ہاؤسنگ سکیم کے علاوہ ایل ڈی اے کی تمام ہاؤسنگ سکیموں میں مختار عام کے استعمال کی سہولت دستیاب ہے؟

(ب) ایل ڈی اے ایونیو ون ہاؤسنگ سکیم میں مختار عام کی سہولت نہ دینے کی جس کمیٹی نے منظوری دی اس میں شامل ممبران کے نام، عہدہ اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(ج) اگر ایل ڈی اے ایونیو ون کے دیگر درجنوں سکیموں میں مختار عام کے استعمال سے ایل ڈی اے کو کوئی مسئلہ نہ ہے تو ایونیو ون میں مختار عام کے استعمال سے لاحق خطرات سے آگاہ کریں؟

(د) کیا حکومت ایل ڈی اے ایونیو ون کے الاٹیوں کو مختار عام کی سہولت سے محروم رکھنے والے ذمہ داران کے خلاف بعد از انکوائری وکارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ہ) حکومت کب تک ایل ڈی اے ایونیو ون کے الاٹیز کو مختار عام کے استعمال کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات وتعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ بات درست ہے کہ ایل ڈی اے ایونیو ون کے علاوہ باقی تمام جاری کردہ سکیموں میں مختار عام کی سہولت موجود ہے۔

(ب) ایل ڈی اے ایونیو ون ہاؤسنگ سکیم میں مختار عام کی سہولت نہ دینے کی جس کمیٹی نے ابتدائی طور پر منظوری دی تھی اس میں شامل ممبران کے نام، عہدہ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیلات کا ریکارڈ ایل ڈی اے پلازہ میں مورخہ 09.05.2013 کی آتشزدگی کی وجہ سے دستیاب نہ ہے مگر اس قسم کے فیصلے ڈائریکٹر جنرل یا اتھارٹی کی سطح پر ہوتے ہیں۔

(ج) ایل ڈی اے ایونیو ون جس کا آغاز ایل ڈی اے کی دیگر سکیموں کے بعد کیا گیا اس میں مختار عام کی سہولت نہ دینے کی بنیادی وجہ دیگر سکیموں میں مختار عام کی وجہ سے ہونے والے غبن تھے جو کہ اس کے پہلے شروع کی جا چکی تھیں۔ ایل ڈی اے ایونیو ون محکمہ کی طرف سے جاری شدہ جدید ترین سکیم ہے۔ مزید برآں یہ سکیم صرف اور صرف سرکاری ملازمین کو الاٹمنٹ کے لئے بنائی گئی تھی۔ تمام امور بذریعہ خط وکتابت کئے گئے ہیں کوئی بھی الاٹی دفتر ہذا نہ آیا ہے۔ صرف بوقت ٹرانسفر اصل الاٹی دفتر حاضر ہوتا ہے جس پر اس کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے اگر یہ واحد تصدیق بھی ختم کر دی جائے تو فراڈ کے شدید خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ ماضی کی غلطیوں سے سبق حاصل کرتے ہوئے اور ملک کے طول وعرض میں سرکاری ملازمین کی جائیداد کی حفاظت کو مدنظر رکھتے ہوئے مختار عام کی سہولت ایل ڈی اے ایونیو ون میں دستیاب نہیں ہے۔ پرانی سکیموں میں مختار عام کے لاگو رکھنے پر استعمال روکنے کے بارے میں تاحال کوئی فیصلہ نہ کیا گیا ہے مگر اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ

فیصلہ الاٹی حضرات کے وسیع تر مفاد میں کیا گیا ہے جس کو تقریباً تمام الاٹی حضرات نے سراہا ہے۔

(د) جی نہیں! فی الحال کوئی انکوائری منظور نہ ہوئی ہے کیونکہ مختار عام پر پابندی کا فیصلہ عوام کے وسیع تر مفاد میں کیا گیا تھا لہٰذا کسی انکوائری کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

(ہ) فی الحال اس ضمن میں کوئی پالیسی موجود نہیں ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

واٹر فلٹریشن پلانٹ سے متعلقہ تفصیلات

873: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کے حوالے سے باقاعدہ سروے کیا گیا تھا؟

(ب) سروے مکمل ہونے کے بعد مذکورہ دیہاتوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کے لئے محکمہ کی کیا پیش رفت ہے اور کب تک یہ نصب کر دیئے جائیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پنجاب صاف پانی کمپنی کی جانب سے حلقہ پی پی۔87 ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دیہاتی علاقوں میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے حوالے سے سروے تکمیل کے مراحل میں ہے۔ حلقہ میں سروے کا کام اکتوبر 2015 تک مکمل کر لیا جائے گا۔

(ب) جیسا کہ سوال (الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ حلقہ پی پی۔87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پینے کے صاف پانی کے حوالے سے سروے کیا جا رہا ہے۔ سروے کی حتمی رپورٹ کی روشنی میں واٹر فلٹریشن پلانٹ یا واٹر سپلائی سکیموں کی انجینئرنگ ڈیزائن کا کام اگلے تین ماہ یعنی جنوری 2016 تک مکمل کر لیا جائے گا۔ حتمی رپورٹ آنے کے بعد حلقہ میں نصب کئے جانے والے فلٹر پلانٹس یا واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیلات شیڈول سمیت فراہم کر دی جائیں گی۔

واسا لاہور کو فراہم کردہ رقم سے متعلقہ تفصیلات

926: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 15۔2014 کے بجٹ میں لاہور شہر میں واٹر سپلائی سکیموں کے لئے تقریباً 2۔ارب 50 کروڑ کی رقم واسا لاہور کو فراہم کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا لاہور اس رقم کا صرف نصف استعمال میں لا سکا ہے اور باقی نصف رقم واسا لاہور سرنڈر کر گیا؟

(ج) کیا حکومت اس رقم کو صحیح استعمال نہ کرنے والے سرکاری افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ مالی سال 15۔2014 بجٹ میں لاہور شہر میں واٹر سپلائی سکیموں کے لئے تقریباً 2500 ملین روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے۔ درحقیقت پانی کی عمر رسیدہ اور گہری لائنز، جو کہ آلودگی کا سبب بن رہی تھیں، کی تبدیلی کے لئے 1857 ملین روپے کی منظوری ہوئی تھی جس میں 15۔2014 میں 800 ملین روپے واسا کو دیئے گئے تھے۔

(ب) چونکہ یہ فنڈ محکمہ واسا کو تاخیر سے موصول ہوئے تھے اس لئے یہ توقع تھی کہ یہ تمام فنڈز خرچ نہیں ہو سکیں گے۔ واسا نے 331.613 ملین روپے سرنڈر کر دیئے۔ باقی ماندہ پیسے واسا نے استعمال کر لئے ہیں۔

(ج) چونکہ مہیا شدہ پیسے استعمال ہو چکے ہیں اس لئے محکمہ واسا کسی افسر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔

واسا فیصل آباد کے واٹر سپلائی کے لئے نصب کردہ
ٹیوب ویلوں سے متعلقہ تفصیلات

937: میاں طاہر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) واسا فیصل آباد نے واٹر سپلائی کے لئے کتنے ٹیوب ویل کہاں کہاں نصب کئے ہوئے ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے چالو حالت میں ہیں اور کتنے بند پڑے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) یہ ٹیوب ویل پانی کی فراہمی کے لئے روزانہ کتنے گھنٹے چلائے جاتے ہیں اور کتنے گیلن پانی شہریوں کو فراہم کیا جاتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) واسا فیصل آباد شہریوں کو فراہمی آب کے لئے 29 ٹیوب ویل چناب ویل فیلڈ ایریا چنیوٹ، 25 عدد ٹیوب ویل جھنگ برانچ کینال چک نمبر JB/49 منڈا پینڈ اور 24 عدد ٹیوب ویل رکھ برانچ کینال کے ساتھ لگائے گئے ہیں۔ اس وقت تمام ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں۔

(ب) تمام ٹیوب ویلز چالو حالت میں ہیں۔

(ج) ویل فیلڈ ایریا چنیوٹ اور جھنگ برانچ کینال کے ساتھ لگائے گئے ٹیوب ویل تقریباً 14 گھنٹے جبکہ رکھ برانچ کینال کے ساتھ لگائے ٹیوب ویل چھ گھنٹے روزانہ چلائے جاتے ہیں اور ان سے مجموعی طور پر 93.5 ملین گیلن پانی روزانہ کی بنیاد پر فیصل آباد کے شہریوں کو فراہم کیا جاتا ہے۔

ایف ڈی اے کے بجٹ سے متعلقہ تفصیلات

940: میاں طاہر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایف ڈی اے کا سال 14۔2013 اور 15۔2014 کا بجٹ سال وار اور مد وار بتائیں؟

(ب) ایف ڈی اے نے واٹر سپلائی کی سکیموں پر کتنی رقم 2013 سے اب تک خرچ کی، ان سکیموں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف)

نام بجٹ مد	بجٹ سال 14۔2013	بجٹ سال 15۔2014
اے ڈی پی	1554.024 ملین	1309.882 ملین
علاوہ اے ڈی پی	82.385 ملین	72.195 ملین
ایف ڈی اے ذرائع	1361.999 ملین	2254.840 ملین

(ب) واسا ایف ڈی اے فیصل آباد نے 14-2013 سے لے کر 15-2014 تک واٹر سپلائی کی سکیموں پر سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) کے تحت 2378.404 ملین روپے خرچ کئے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: سوڈیوال میں فلٹر پلانٹ کی تنصیب سے متعلقہ تفصیلات

953: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 88 پانی والی ٹینکی سوڈیوال لاہور میں واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کا منصوبہ تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بالا واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کا کام جاری تھا کہ اس منصوبہ کو درمیان میں روک دیا گیا ہے، کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا حکومت متذکرہ بالا واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کرنے کا منصوبہ دوبارہ جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ مذکورہ علاقے میں فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کا کوئی کام واسا نے شروع کیا تھا البتہ محکمہ LG&CD بھی لاہور شہر میں فلٹریشن پلانٹ نصب کر رہا ہے جس کی رپورٹ متعلقہ محکمہ سے لی جا سکتی ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

لاہور: یونین کونسل نمبر 37 میں پینے کے پانی
کی پائپ لائنز سے متعلقہ تفصیلات

954: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 37 لاہور کی گلیوں میں پینے کے پانی کی نئی پائپ لائنیں ڈالی گئی ہیں جبکہ مذکورہ یونین کونسل کی گلی نمبر 35 ڈی ایس ملحقہ گلیاں علی پارک، مسلم آباد کی گلیوں میں پینے کے پانی کی پائپ لائن نہیں ڈالی گئی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ یوسی کی ان گلیوں میں پینے کے پانی کی نئی پائپ لائن بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں! یہ بات درست ہے کہ واسا نے یونین کونسل نمبر 37 کی مختلف گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائنیں بچھائی ہیں اور گلی نمبر 35 ڈی ایس سے ملحقہ گلیاں علی پارک، مسلم آباد کی گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائن نہیں بچھائی گئی۔ ان گلیوں میں واٹر سپلائی کی لائن درست کام کر رہی ہے۔

(ب) ان گلیوں میں واٹر سپلائی لائن لگانے کی ضرورت نہ ہے۔ کیونکہ پہلے سے موجود واٹر سپلائی لائنیں درست طریقہ سے کام کر رہی ہیں۔

لاہور: حلقہ پی پی۔140 میں واٹر فلٹریشن پلانٹ سے متعلقہ تفصیلات

961: محترمہ رخسانہ کوکب: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔140 لاہور میں کتنے واٹر فلٹریشن پلانٹ کس کس یونین کونسل میں نصب اور کس کس میں نصب نہیں، ان کی تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس حلقہ کی اکثر آبادیوں میں صاف پینے کے پانی کے پائپ 40/30 سال پرانے ہیں جس کی وجہ سے یہ پائپ جگہ جگہ سے ٹوٹ چکے ہیں اور ان میں گٹروں کا گندا پانی مکس ہو کر صاف پانی میں آ رہا ہے اور مجبوراً لوگ یہ گندا اور مضر صحت پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس حلقہ میں مزید واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے اور پرانے پائپ تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پی پی-140 لاہور میں 9 واٹر فلٹریشن پلانٹ نصب ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	فلٹریشن پلانٹ کا نام	یونین کونسل
1-	نہرو پارک	59
2-	لیاقت آباد	58
3-	لیڈی میکلیگن	61
4-	پٹیالہ گراؤنڈ	63
5-	کیٹل پارک	62
6-	تکونی گراؤنڈ	65
7-	وکٹوریہ پارک	62
8-	کوٹ عبداللہ شاہ	69
9-	لٹن روڈ ٹیوب ویل بالمقابل چراغ دین شادی ہال	62

(ب) اس حلقہ کی اکثر آبادیوں میں صاف پانی کے پائپ 40/30 سال پُرانے ہیں مگر ان کی تبدیلی گسٹر و package کے تحت مرحلہ وار کی جارہی ہے۔

(ج) اس حلقہ میں فی الحال مزید واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کا ارادہ نہ ہے جبکہ پُرانے پائپ کی تبدیلی گسٹر و package کے تحت مرحلہ وار کی جارہی ہے۔

حلقہ پی پی-13 راولپنڈی میں فلٹر پلانٹ لگانے سے متعلقہ تفصیلات

981: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-13 راولپنڈی میں لگائے گئے فلٹر پلانٹ کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) پی پی-13 میں لگائے گئے فلٹر پلانٹس میں سے کتنے کام کر رہے ہیں اور کتنے کب سے خراب ہیں؟

(ج) کیا حکومت پی پی-13 میں مزید فلٹر پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پی پی-13 راولپنڈی میں لگائے گئے فلٹر پلانٹس کی تعداد 17 ہے جن کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔13راولپنڈی میں لگائے گئے تمام فلٹر پلانٹس صحیح حالت میں کام کر رہے ہیں تاہم ایک عدد فلٹر پلانٹ واقع زینت سکندریہ سکول ڈھوک کھبہ صحیح حالت میں ہے لیکن جس ٹیوب ویل کے ساتھ نصب ہے اس میں پانی کی کمی کی وجہ سے علاقہ کے لوگ پانی فلٹر پلانٹ سے بھرنے کے بجائے ڈائریکٹ سپلائی پر اصرار کرتے ہیں اس وجہ سے فلٹر پلانٹ عرصہ دو سال سے نہیں چلایا جارہا۔

(ج) جی ہاں! حکومت پی پی۔13 میں کمیونٹی ڈویلپمنٹ پروگرام(PAK MGDs) منصوبے کے تحت مزید تین فلٹر پلانٹس لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اور یہ اسی سال لگائے جائیں گے۔

فیصل آباد: محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو ملنے والے فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

985: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جون2013 سے مئی2015 تک محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور ہاؤسنگ ضلع فیصل آباد کو کتنی رقم موصول ہوئی، تفصیل دیں؟

(ب) ضلع بھر میں ترقیاتی اور عوامی منصوبوں پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن فیصل آباد میں مندرجہ ذیل فنڈز موصول ہوئے۔

2012-13:	207.154ملین
2013-14:	128.508ملین
2014-15:	229.461ملین

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن فیصل آباد میں مندرجہ ذیل فنڈز ترقیاتی منصوبوں میں خرچ ہوئے۔

2012-13	206.096ملین
2013-14	127.844ملین
2014-15	190.721ملین

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میٹرو بس پراجیکٹ سے متعلقہ تفصیلات

1008: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میٹرو بس کی تزئین و آرائش پر لائٹس کی تعداد کتنی ہے اور اس کی مالیت کتنی ہے، تفصیلات بتائیں؟

(ب) اس روٹ پر کتنی تعداد میں میٹرو بسیں چلائی جارہی ہیں؟

(ج) ان گاڑیوں کی پارکنگ کے لئے کتنی زمین حاصل کی گئی ہے اور اس کی لاگت کتنی ہے، تفصیلات فراہم کریں؟

(د) میٹرو بس پراجیکٹ کو مکمل کرنے والے contractors کے نام بتائیں اور باقی پراجیکٹ 2008 تا 2014 کو انہیں contractors نے مکمل کیا ہے، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) میٹرو بس کے روٹ پر ایل ای ڈی سٹریٹ لائٹس اور سٹیشن پر ٹیوب لائٹ لگائی گئی ہیں جو کہ میٹرو بس کوریڈور اور سٹیشنز کو روشن کرتی ہیں۔ سٹریٹ لائٹ کی کل تعداد 2858 اور سٹیشن لائٹ کی کل تعداد 2032 ہے اور ان پر -/18,75,96,320 روپے لاگت آئی۔

(ب) محکمہ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) میٹرو بس ڈپو کے لئے کل 157 کنال 9 مرلہ 175 مربع فٹ اراضی حصول کی گئی جس کی فی مرلہ قیمت -/1,38,000 روپے ہے۔اراضی کی کل مالیت -/43,46,69,244 روپے ہے۔

(د) میٹرو بس منصوبہ پر جن contractors نے کام کیا ہے اور ان contractors نے 2008 سے 2014 تک جو کام ٹیپا میں کئے ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میٹرو بس لاہور کے معاہدے سے متعلقہ تفصیلات

1009: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میٹرو بس لاہور کا کس کمپنی کے ساتھ معاہدہ کس بنیاد پر کیا گیا ہے اور اس کی تمام Terms & Conditions کی تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) اب تک یہ کمپنی کتنی بسیں لے کر آئی ہے اور ان کی کل کتنی مالیت ہے، فی بس مالیت بتائی جائے؟

(ج) میٹرو بس کا سالانہ نفع / نقصان کی تفصیل فراہم کی جائے، نیز سبسڈی کی مد میں اب تک کتنی رقم مل چکی ہے، تفصیل دیں؟

(د) اس پراجیکٹ کو کس ادارے نے مکمل کیا اور اس ادارے کے سربراہ کو اس کی مد میں کتنی اضافی تنخواہ دی گئی، تفصیل دیں؟

(ہ) میٹرو بس مکمل کرنے پر کن کن آفیسرز کو کتنا اعزازیہ دیا گیا تفصیل فراہم کریں؟

(و) کیا کمشنر لاہور بھی اس پراجیکٹ کی دیکھ بھال کرتے رہے تھے اور ان کو بھی کوئی اضافی تنخواہ ادا کی گئی، تفصیل دیں؟

(ز) پیدل سڑک پار کرنے والوں کے لئے لوہے کے کل کتنے پل بنائے گئے اور ان کی مالیت کتنی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(ب) محکمہ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) محکمہ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) اس پراجیکٹ کو ٹیپا ایل ڈی اے نے چیف انجینئر ٹیپا کی سربراہی میں مکمل کیا، اس مد میں ان کو کوئی اضافی تنخواہ نہ دی گئی ہے۔

(ہ) میٹرو بس مکمل کرنے پر جن افسران کو اعزازیہ / انعام دیا گیا ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) محکمہ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(ز) پیدل سڑک پار کرنے والوں کے لئے لوہے کا پل،ایسکلیٹر بمعہ بس سٹاپ کی کل تعداد 29 ہے جس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس پر تخمینہ لاگت تقریباً ایک ارب اکتیس کروڑ روپے ہے۔

میٹرو بس روٹ پر جنگلہ سے متعلقہ تفصیلات

1010: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میٹرو بس لاہور کی کل کتنی لمبائی ہے؟

(ب) اس کے راستے میں کتنے انڈر پاسز اور کتنے فلائی اوورز آتے ہیں اور ان کی تخمینہ لاگت کیا ہے؟

(ج) میٹرو بس پر کتنے کلو میٹر لوہے کا جنگلہ لگایا گیا ہے اور کل کتنی مالیت ہے؟

(د) میٹرو بس کی تعمیر کے دوران کتنی جگہ Acquire کی گئی اور اس کی کل کتنی مالیت ہے اور فی مرلہ مالیت بتائی جائے؟

(ہ) میٹرو بس فی کلو میٹر لاگت کتنی آئی اور میٹرو بس کے دونوں اطراف سڑکوں کی دوبارہ تعمیر پر کتنی لاگت آئی؟

(و) بجلی کی لائنیں ٹیلی فون کی لائنیں سیوریج لائنیں اور سوئی گیس کی لائنوں کی تبدیلی اور shifting کی کل لاگت علیٰحدہ علیٰحدہ بتائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) میٹرو بس لاہور کی کل لمبائی 27 کلو میٹر ہے۔

(ب) میٹرو بس کے راستے میں ٹریفک کے لئے سات فلائی اوورز اور دو انڈر پاس تعمیر کئے گئے ہیں۔ان کی کل لاگت 9.4301 بلین روپے ہے۔

(ج) میٹرو بس روٹ پر 34.45 کلو میٹر جنگلہ لگایا گیا ہے جس کی لاگت تقریباً 388 ملین روپے ہے۔

(د) میٹرو بس کی تعمیر کے لئے کل اراضی 217-K, 2-M, 134 sq.ft ایکوائر کی گئی جس کی کل مالیت -/2,18,86,50,771 بنتی ہے۔ میٹرو بس کی تعمیر کے لئے جو زمین ایکوائر کی گئی اس کا فی مرلہ ریٹ، ڈسٹرکٹ پرائس اسسمنٹ کمیٹی نے تعین کیا جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) میٹرو بس روٹ پر تقریباً 1160.50 ملین روپے فی کلو میٹر لاگت آئی ہے۔ دونوں اطراف کی سڑکوں کی بحالی کے لئے تقریباً 2744 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(و) میٹرو بس روٹ پر یوٹیلیٹی لائنوں کی تبدیلی اور shifting کے لئے جو لاگت آئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

LESCO	355.846 ملین روپے
SNGPL	139.166 ملین روپے
NTC	29.136 ملین روپے
WASA	293.427 ملین روپے
PTCL	104.281 ملین روپے

ساہیوال: پی ایچ اے کے دفتر سے متعلقہ تفصیلات

1025: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ساہیوال میں پی ایچ اے کا دفتر قائم ہے یہ کب سے قائم ہے، تفصیلات فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ پی ایچ اے مکمل طور پر فنکشنل ہے، تفصیلات فراہم کریں؟

(ج) پی ایچ اے ضلع ساہیوال کو سال 15-2014 کو کتنا فنڈز فراہم کیا گیا، تفصیلات دیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) محکمہ ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، گورنمنٹ آف دی پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبری SO(UD)1-31/2014 مورخہ 16۔جون 2014 کے تحت پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی ساہیوال کا قیام عمل میں لایا گیا۔ عارضی طور پر پی ایچ اے ساہیوال کا دفتر ضلع کونسل ساہیوال کی عمارت میں قائم کیا گیا ہے۔

(ب) پی اینچ اے ساہیوال مکمل طور پر فنکشنل نہ ہے۔ مستقل ملازمین کی بھرتی، مشینری کی خریداری اور دفاتر کی تعمیر کے بارے میں اقدامات کئے جارہے ہیں۔ مورخہ 17۔اگست 2015 سے ساہیوال شہر کے پارکس، ڈیوائڈرز اور گرین بیلٹس وغیرہ کی خوبصورتی کا کام ٹی ایم اے ساہیوال سے ٹرانسفر شدہ عملہ سے سرانجام دیا جارہا ہے

(ج) پی اینچ اے ساہیوال کو مالی سال 15۔2014 میں 79.950 ملین کے فنڈز جاری کئے گئے تھے جو کہ مالی سال کے آخری ماہ میں جاری کئے گئے اور مختلف وجوہات کی بناء پر مالی سال 15۔2014 میں زیر استعمال نہ آسکے۔

حلقہ پی پی۔148 لاہور میں ٹیوب ویلوں سے متعلقہ تفصیلات

1034: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) واسا لاہور کا سالانہ کل بجٹ کتنا ہے، مدوار تفصیلات بتائیں؟

(ب) حلقہ پی پی۔148 لاہور میں کتنے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں، ان میں فنکشنل و نان فنکشنل کی تفصیلات فراہم کریں؟

(ج) سیاسی بنیادوں پر اگر متعلقہ صوبائی حلقہ میں کوآرڈینیٹرز مقرر کئے ہیں تو ان کے نام بتائیں نیز کس قانون کے مطابق ان کی تقرری ہوئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) واسا لاہور کا سالانہ بجٹ 16۔2015 درج ذیل ہے:

کل آمدنی	کل اخراجات
13,790.727 ملین روپے	13,933.862 ملین روپے

جبکہ مدوار تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔148 میں 31 ٹیوب ویلز لگائے گئے ہیں جو کہ تمام فنکشنل ہیں جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صارفین کو بہتر سہولیات پہنچانے کے لئے محکمے اور عوام کے درمیان مؤثر رابطہ کے لئے مختلف کمیٹیوں کی تشکیل دفعہ 12، ایل ڈی اے ایکٹ 1975 کے تحت کی جاتی ہے اور کوآرڈینیٹرز اسی کمیٹی کا حصہ ہوتے ہیں۔ یہ کبھی سیاسی بنیادوں پر مقرر نہیں کئے گئے بلکہ

مورخہ 03-01-15 کو مقرر کردہ کوآرڈینیٹرز مورخہ 10-09-15 کو de-notify بھی کردیئے گئے ہیں۔

پی پی۔45 میانوالی میں واٹر سپلائی کی سکیموں سے متعلقہ تفصیلات

1098: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔45 میانوالی میں محکمہ کے تحت اس وقت کتنی واٹر سپلائی سکیمیں چالو حالت میں ہیں اور کتنی بند پڑی ہیں۔ مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت 2015-16 میں پی پی۔45 میں نئی واٹر سپلائی سکیمیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) حلقہ پی پی۔45 میں محکمہ نے اب تک 49 واٹر سپلائی سکیمیں مکمل کر کے چلانے کی غرض سے 33 واٹر سپلائی سکیمیں ٹی ایم اے اور 16 واٹر سپلائی سکیمیں CBO کے حوالے کی گئی ہیں ان میں سے اس وقت 44 سکیمیں چالو حالت میں ہیں۔ اور صرف 5 سکیمیں بند پڑی ہیں۔ چالو اور بند سکیموں کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل واٹر سپلائی سکیمیں بنانے کا ذمہ دار ہے۔ اس کے علاوہ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق واٹر سپلائی سکیمیں بنائی جارہی ہیں جبکہ پی پی۔45 میانوالی میں اس وقت ADP میں شامل ایک واٹر سپلائی سکیم واں بھچراں زیر تکمیل ہے۔

چنیوٹ: چناب نگر میں سیوریج سسٹم سے متعلقہ تفصیلات

1125: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2015-16 میں چناب نگر ٹاؤن تحصیل لالیاں ضلع چنیوٹ میں سیوریج کے لئے 73 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ اس کے بالمقابل چنیوٹ شہر جو ضلعی ہیڈکوارٹر ہے اس کے سیوریج کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے نیز چنیوٹ شہر کی

آبادی/یونین کونسلز کتنی ہیں اور اس کے بالمقابل چناب نگر کی آبادی اور یونین کونسلز کی تعداد بتائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

جی ہاں! یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 16-2015 میں چناب نگر ٹاؤن تحصیل لالیاں ضلع چنیوٹ میں سیوریج کے لئے 73 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

چنیوٹ شہر جو کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہے اس کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں دو عدد سیوریج سکیمیں منظور ہوئی تھیں۔ ان میں سے پہلی سکیم پر تقریباً 85 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس سکیم کا کل تخمینہ لاگت 19 کروڑ 96 لاکھ روپے ہے جبکہ دوسری سکیم جس کا تخمینہ لاگت 19 کروڑ 84 لاکھ روپے ہے اس پر ابھی کام شروع ہوا ہے۔ ان دونوں سکیموں کا کل تخمینہ لاگت 39 کروڑ 80 لاکھ روپے ہے۔ چنیوٹ شہر میں کل آٹھ یونین کونسلز ہیں جن کی موجودہ آبادی 253400 نفوس پر مشتمل ہے جبکہ چناب نگر کی دو یونین کونسلز ہیں جن کی موجودہ آبادی 64698 نفوس پر مشتمل ہے۔

لاہور: میاں پلازہ ضروریات زندگی کی فراہمی کا مسئلہ

1126: محترمہ لبنیٰ فیصل: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور مین سوک سنٹر میاں پلازہ کے دکانداروں /تاجروں کو مالک اور حکومت کی طرف سے ضروری سہولیات سے محروم رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے زیادہ تر دکانیں بند ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دکانداروں کے لئے میاں پلازہ میں پانی کی فراہمی منقطع ہے اور واش روم کا انتظام سرے سے ہی نہ ہے؟

(ج) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت ایل ڈی اے میاں پلازہ کے مالک کو پابند کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کہ مذکورہ سہولیات پلازہ کے دکانداروں کو فراہم کرے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) میاں پلازہ کے گردونواح میں پانی کی فراہمی جاری ہے پانی کے کنکشن کے لئے درخواست دینے پر متعلقہ پراپرٹی کاغذات کی جانچ پڑتال کے بعد کنکشن لگادیا جاتا ہے۔

(ج) محکمہ ایل ڈی اے وقتاً فوقتاً پلازہ مالکان کو بنیادی سہولیات فراہم کرنے کے احکامات جاری کرتا ہے۔احکامات کی کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کروں گا کہ پچھلے سیشن میں بھی اس طرح کی شکایت آئی لیکن اس دفعہ اپوزیشن کے تمام معزز ممبران کے اندر یہ احساس بڑی تیزی کے ساتھ سرایت کرتا گیا کہ جناب سپیکر حکومتی پارٹی کو۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں جو طریق کار انہوں نے اختیار کیا ہے میں نے ان سے کہا کہ وہ بھی اس ایوان کے ممبر ہیں آپ کچھ خیال کریں آپس کی بات اچھے طریقے سے کریں صرف اتنی بات ہے میں نے کیا کر دیا ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس میں میری صرف عرض یہ ہے کہ بطور سپیکر آپ ایوان کے custodian ہیں۔آپ کے بارے میں اپوزیشن کے ممبران کا یہ تاثر ہے کہ آپ حکومتی بنچز کو ease out کرتے ہیں جبکہ مختلف سوالات کے جوابات کے سلسلے میں اپوزیشن کے ممبران مطمئن نہیں ہوتے۔اکثر اوقات آپ اور اُن کے درمیان اس طرح کے comments ہو جاتے ہیں جو کہ مناسب نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی impartiality برقرار رکھیں اس لئے آپ ایوان کے custodian ہیں کیونکہ آپ کے لئے سب برابر ہیں۔اگر کوئی وزیر یا ٹریژری بنچز سے لوگ تیاری کر کے نہیں آتے اس لئے سوالوں کے جوابات درست نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: جی، وہ پوری تیاری سے آتے ہیں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ اپوزیشن کے ممبران کا right ہے کہ وہ اس پر احتجاج کریں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! مہربانی کریں ان کو بھی سمجھایا کریں۔ جس طرح کی بات انہوں نے کی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: میں نے floor میاں محمود الرشید صاحب کو دیا ہوا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں صرف یہ clarify کرنا چاہوں گا جب اُن کو اور کوئی بات نہیں ملی تو انہوں نے زیادتی کی ایوان کا ایک decorum ہوتا ہے میں نے جو ازراہ مذاق 365 دن والی بات کی تھی کہ اگر میں ہر سوال پر یہ commitment دینا شروع کر دوں تو پھر میرا خیال ہے پہنچنا مشکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ نے کوئی غیر اخلاقی بات نہیں کی میں نے بات سنی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جب میں یقین دہانی کروا رہا ہوں کہ آپ کو پوری تحقیق کر کے اُس کا جواب دوں گا problem یہ ہے کہ اپوزیشن اس بات پر بھی خوش نہیں ہوتی کہ اگر تیاری نہ ہو اور جب تیاری ہو تو آج اُن کو اور کوئی پوائنٹ نہیں ملا۔

جناب سپیکر: آپ نے سب سوالوں کے جواب ٹھیک دیئے ہیں۔ اب محترمہ گلناز شہزادی مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

مسودہ قانون (تیسری ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب 2016 اور نشان زدہ سوال نمبر 2923 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

1. Punjab Local Government (Third Amendment) Bill 2016 (Bill No. 35 of 2016)
2. Starred Question No.2923 asked by Mr Ehsan Riaz Fatyana, MPA/PP-58

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جی، اب اگلی رپورٹ بھی محترمہ گلناز شہزادی مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں اُنہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 3158 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

Starred Question No.3158, asked by Mr Shahzad Munshi, MPA/NM-369

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Starred Question No.3158, asked by Mr Shahzad Munshi, MPA/NM-369

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Starred Question No.3158, asked by Mr Shahzad Munshi, MPA/NM-369

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اگلی رپورٹ چودھری فقیر حسین ڈوگر مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 2405 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Starred Question No.2405/2014, asked by Dr Syed Waseem Akhtar, MPA/PP-271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Starred Question No.2405/2014, asked by Dr Syed Waseem Akhtar, MPA/PP-271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Starred Question No.2405/2014, asked by Dr Syed Waseem Akhtar, MPA/PP-271

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اگلی رپورٹ میاں محمد اسلام اسلم مجلس قائمہ برائے جنگل بانی، جنگلی حیات وماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات پنجاب 2016 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر: شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Forest (Amendment) Bill 2016 (Bill No.23 of 2016) moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA/PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Forest (Amendment) Bill 2016 (Bill No.23 of 2016)
moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA/PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Forest (Amendment) Bill 2016 (Bill No.23 of 2016)
moved by Sheikh Ala-ud-Din, MPA/PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محترمہ شازیہ کامران مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر6302کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ شازیہ کامران: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر16/6302 میاں محمد رفیق، ایم پی اے پی پی۔19 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر16/6302 میاں محمد رفیق، ایم پی اے پی پی۔19 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اوراب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر16/6302 میاں محمد رفیق،ایم پی اے پی پی۔19 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ پنجاب میں جتنے contractors ہیں جو ہمارے حلقوں میں ڈویلپمنٹس کے کام کر رہے ہیں ان پر اچانک sixteen percent services sales tax لگا دیا گیا ہے۔وہ at source six percent tax دے کر آرہے ہیں اوراب تمام کام رک گئے ہیں۔ انہوں نے بالکل flatly refuse کیا کہ ہم کام نہیں کریں گے۔16 فیصد اور 6 فیصد ٹیکس لگا کر یہ ناممکن ہے کہ یہ کام ہو سکیں گے۔میں نے اسی ایوان میں پچھلے اجلاس میں یہ گزارش کی تھی کہ پنجاب نے sixteen percent services sales tax لگایا ہے وہ federal GST seventeen percent کے علاوہ ہے۔

جناب سپیکر!میری اس بات کو نہیں سمجھا گیا اور آج half page add آرہے ہیں۔ 33 فیصد ٹیکس دینے کے بعد سمگلنگ کیسے نہیں ہو گی؟وہ ایک علیحدہ issue ہے لیکن میں جس بات پر آج آپ کی توجہ چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہاں فنانس منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری کو بلا کر کہیں کہ retrospective کیسے لگایا جاسکتا ہے جن کے purchase order اور work order issue ہو چکے ہیں؟پورے پنجاب میں کام رک گیا ہے یہ میرے لئے اور آپ کے لئے بھی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب!کوئی تحریک التوائے کار یا کوئی چیز لائیں تاکہ ان سے پوچھا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!تحریک التوائے کار تو ماضی کی باتیں ہیں،وہ اب یہاں کون لائے گا؟میں نے آپ سے گزارش کی تھی اور آپ نے مہربانی کی تھی کہ آپ Rules of Procedure کے لئے ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔اب میں نے جو آپ سے بات کی ہے اس کو تحریک التوائے کار میں لانے کے

لئے ٹائم چاہئے لیکن اب یہ کام رک گئے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کہیں 10 لاکھ کا کام ہے تو وہاں پر 4 لاکھ روپیہ لگ گیا ہے تو وہ 4 لاکھ ضائع ہو گا۔

جناب سپیکر: میاں محمد منیر صاحب! جو بات انہوں نے کی ہے اس کے بارے میں آپ کیا بتا سکتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ خود متاثرین میں سے ہیں انہوں نے کیا کہنا ہے؟ یہ بات فنانس ڈیپارٹمنٹ بتائے پورے پنجاب میں کام رک گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد منیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (میاں محمد منیر): جناب سپیکر! اس کے بارے میں تو فنانس ڈیپارٹمنٹ ہی detail بتا سکتا ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کا بندہ اور شیخ صاحب بیٹھ جائیں اگر ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ کوئی بات ہو تو میں بھی ساتھ بیٹھ جاؤں گا اور اس پر discuss کر لیتے ہیں۔ شیخ صاحب نے جو بات کی ہے یہ حقیقت میں ایسے ہی ہے کہ تمام حلقوں میں جو ٹھیکیدار کام کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ اگر ہم اتنے percent مزید ٹیکس دیں گے تو ہمارے لئے بڑا مشکل ہے کہ ہم جو competition میں کام لیتے ہیں اس کو compete کر سکیں۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحبہ یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب دونوں میں سے کوئی تشریف لائیں گے تو پھر اس بات کو سن لیں گے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں لیکن یہ اُن کی ہے جو موجود نہیں ہیں۔ میں جناب خلیل طاہر سندھو اور جناب شیر علی خان کو کہوں گا کہ وہ اپوزیشن کے معزز ممبران کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور، جناب خلیل طاہر سندھو اور
وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ، جناب شیر علی خان معزز ممبران حزب اختلاف
کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

تحریک التوائے کار نمبر 566 کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 571/16 محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے۔

پنجاب میں جعلی عاملوں اور نجومیوں کا جادوٹونے کے نام پر
مقدس قرآنی آیات کا تقدس پامال کرنے کا انکشاف

محترمہ حنا پرویز بٹ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کردی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 28-جولائی 2016 کی خبر کے مطابق پنجاب بھر میں جگہ جگہ جعلی عاملوں اور نجومیوں نے ڈیرے جمارکھے ہیں جن کی وجہ سے ہنستے بستے گھر برباد ہونے لگے ہیں۔ لاہور سمیت پنجاب بھر میں ڈبہ پیروں، جھوٹے جادوگروں اور نجومیوں کی کارستانیاں عروج پر پہنچ چکی ہیں اور یہ شیطان کے پیروکار جادوگر کالے علم کی کاٹ پلٹ اور جادوٹونے کے نام پر مقدس قرآنی آیات کا تقدس پامال کرتے ہیں مگر انتظامیہ ان جعلی عاملوں اور ڈبہ پیروں کے خلاف کارروائی کرنے سے گریزاں نظر آتی ہے۔ جعلی عاملوں نجومیوں نے پیسا اکٹھا کرنے کی غرض سے سیدھے سادھے لوگوں کو پھنسا کر لوٹنا شروع کیا ہوا ہے۔ ان پڑھ جاہل لوگ بالخصوص خواتین جعلی عاملوں کے ہتھے چڑھ کر غیر اسلامی حرکات کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ علاوہ ازیں ان جعلی پیروں نے موبائل میں لوگوں سے بیلنس لوڈ کروا کر آن لائن دم کروانے کا نیا طریقہ بھی ایجاد کر لیا ہے اور ساتھ ساتھ پرائز بانڈ نمبر دینے کی آڑ میں اچھی خاصی دہاڑیاں لگا رہے ہیں۔ اس طرح کے جھوٹے اور مکروہ کاروبار کرنے والے جعلی پیر اور عامل ہمارے اسلامی معاشرے کے لئے ناسور ہیں جن کا خاتمہ از حد ضروری ہے لیکن انتظامیہ ان لوگوں کے خلاف سخت ترین ایکشن لینے میں بُری طرح سے ناکام ہے۔ ان جعلی عاملوں اور پیروں کے مکروہ دھندے سے پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگوں میں شدید غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 575/16 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

غیر صحت مندانہ طرز زندگی اور جنک فوڈز کے فیشنی استعمال سے بیماریوں میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عوام میں بڑھتی ہوئی بیماریوں بلڈ پریشر، ذیابطیس اور ہیپاٹائٹس پر جنگی بنیادوں پر مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر کام شروع کیا جائے تاکہ ہسپتالوں میں بڑھتے ہوئے مریضوں کے اژدھام سے بچا جا سکے۔ یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد میں ایک ریسرچ کے مطابق ملک کے مایہ ناز ڈاکٹرز نے ان بیماریوں کی اہم وجہ غیر صحت مندانہ طرز زندگی، کھانے پینے کی عادات، جنک فوڈز کا فیشنی استعمال اور کسی قسم کی physical exercise کا نہ ہونا ہے۔ عوام کو کم از کم دو سے اڑھائی کلو میٹر سیر کا پابند بنانا اور food habits جو کہ تباہی کا شکار ہو چکی ہیں کا درست کرنا لازم ہے۔ آج المیہ یہ ہے کہ 24 گھنٹے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں ریستوران کھلے ہیں۔ فوڈ چینز تو رات ایک بجے کے بعد 50 فیصد پر جنک فوڈ فروخت کرتی ہے۔ ریسرچ کے مطابق مردوں کی کمر 35 انچ اور خواتین کی 31 انچ سے بڑھنی نہیں چاہئے۔ آج کولا مشروبات کا بے دریغ استعمال جس میں بچے، جوان، بڑے اور خاص طور پر خواتین عادی ہو چکی ہیں اور جس پر ایک طرف ارب ہا روپیہ سالانہ خرچ کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف ان کے استعمال سے پیدا شدہ بیماریوں پر بھی بے حساب پیسا ضائع ہو رہا ہے جبکہ ہر کولا کی بوتل میں 8 سے 16 چمچ تک چینی موجود ہوتی ہے جبکہ اس کی بوتل پر یہ چیز لکھی جانا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام سرکاری اشتہارات کے نیچے ایک پیغام دیا جائے کہ ہر کولا میں 8 سے 16 چمچ چینی موجود ہے جو مضر صحت ہے۔ جس طرح سگریٹ کی ہر ڈبیا پر درج ہوتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ food habits پر ایک دن بحث رکھ لیں۔ عوام کو کم از کم پتا تو لگے کہ وہ پیسے دے کر کیا چیز خرید رہے ہیں۔ آپ کسی دن بحث رکھ لیں، میں کچھ اور بھی گزارشات کرنا چاہوں گا کہ جس طریقے سے لوگوں کو کیا کچھ کھلایا جا رہا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔ یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے اور اس تحریک التوائے کار کا جواب next week میں آنا چاہئے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب محمد اعجاز شفیع کی ہے۔ محرک

اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔ شیخ صاحب! آپ نے کوئی انچوں کا ذکر بھی بیچ میں کر دیا ہے، یہ آپ نے کیا کر دیا ہے، آپ نے یہ measurement کہاں سے لیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے کہہ رہے ہیں یا ان کو کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو کہہ رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ تو کہہ سکتے ہیں کیونکہ آپ کا تو آئیڈیل جسم ہے لیکن میں نے تو کوئی غلط بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد اعجاز شفیع صاحب! اپنی تحریک پڑھیں۔

ٹی ایم اے خان پور کے عملہ کی ملی بھگت سے ماڈل ٹاؤن کے رہائشی علاقہ کو کمرشلائز کرنے کا انکشاف

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 17۔ جولائی 2016 کی خبر کے مطابق خان پور میں مبینہ ملی بھگت، غیر قانونی رہائشی علاقے کمرشل میں تبدیل، تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن نے کمرشل پاس کر کے قانون کی خلاف ورزی کی، خزانہ کو نقصان۔ تفصیلات کے مطابق خان پور، رحیم یار خان ماڈل ٹاؤن جو کہ امپروومنٹ ٹرسٹ کے زیراہتمام بنایا گیا تھا یہاں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی متعلقہ برانچ میں تعینات کرپٹ اور راشی اہلکاران کی وجہ سے غیر قانونی رہائشی علاقے کمرشل علاقوں میں تبدیل ہو گئے ہیں جن کو غیر قانونی طور پر نقشے پاس کر کے پلازوں، دکانوں اور شاپنگ سنٹرز میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ماڈل ٹاؤن اے اور بی حکومت کی طرف سے رہائشی سکیمیں بنا کر امپروومنٹ ٹرسٹ کے ذریعے فروخت کی گئیں۔ بعد ازاں امپروومنٹ ٹرسٹ نے مدت پوری ہونے پر ان دونوں علاقوں کا نظام اور کنٹرول تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن خان پور کے حوالے کر دیا۔ گزشتہ 8 برسوں کے دوران غیر قانونی طور پر ماڈل ٹاؤن اے اور بی میں 50 فیصد رہائشی پلاٹوں کو کمرشل بنا کر یہاں دکانیں، پلازے اور کاروباری مراکز قائم کر لئے گئے حتیٰ کہ وہاں پر موجود پبلک تفریح پارکس کے پلاٹوں پر بھی مارکیٹ قائم کر لی گئی۔ سیٹلائٹ ٹاؤن اور دیگر پوش علاقوں میں بھی یہی صورتحال ہے۔ وہاں بھی گھریلو پلاٹوں کو کمرشل میں تبدیل کر کے حکومتی فیسیں نہیں دی گئیں لیکن اتنی بڑی میگا کرپشن کے باوجود وہ اہلکار وہیں پر تعینات

ہیں۔ قواعد وضوابط کے مطابق جب کسی پلاٹ یا ایریا کو کمرشلائز کیا جاتا ہے تو اس پر باقاعدہ ایک اچھی خاصیamount سرکار کے خزانے میں جمع کرائی جاتی ہے لیکن اس کرپٹ مافیا نے نہ صرف یہ کہ غیر قانونی کام کیا ہے بلکہ ایک بہت بڑیamount جو سرکاری خزانہ میں جانی تھی وہ بھی خورد برد کر لی ہے۔ پنجاب بھر کے کسی بھی علاقے میں جب کوئی اس طرح کی بے ضابطگی پائی جاتی ہے اور اس میں کرپشن بھی ثابت ہو تو متعلقہ اداروں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ایسے واقعات کی چھان بین کر کے نہ صرف بے ضابطگی ختم کروا کر پیسا حکومتی خزانہ میں جمع کرائیں بلکہ اس میں ملوث اہلکاران /افسران کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جاتی ہے تاکہ انہیں دیکھ کر باقی لوگ بھی عبرت پکڑیں لیکن یہاں تو بالکل اس کے برعکس ہے اور کسی بھی ادارے نے اس واقعہ اور اس میں ملوث کرپٹ افراد کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ اس سے عوام میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کوnext week تک کے لئےpending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار جناب امجد علی جاوید کی ہے۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

فصلوں پر موسمی اثرات کا جائزہ لینے کے لئے
ایوب زرعی ترقیاتی ادارہ میں قائم سنٹر بند ہونے کا انکشاف

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 6۔اگست 2016 کی خبر کے مطابق ایوب ریسرچ کا موسمی تبدیلی کے جائزہ کے لئے قائم سنٹر بند۔ سنٹر میں زلزلہ، سیلاب، خشک سالی اور درجہ حرارت کے فصلوں پر اثرات کا جائزہ لے کر پالیسیاں بنانا تھیں۔ تفصیلات کے مطابق فصلوں پر موسمی اثرات اور ملکی وعالمی درجہ حرارت کا جائزہ لینے کے لئے ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ کی طرف سے دس ماہ قبل قائم کیا گیا "موسمیاتی تبدیلی یونٹ" سائنسدانوں کی عدم دلچسپی کے باعث بند کر دیا گیا جس کے باعث یونائیٹڈ نیشنز ڈویلپمنٹ پروگرام کی زیر نگرانی پاکستان سمیت 152 ممالک کا اقوام متحدہ کے ساتھ کئے گئے معاہدات "پائیدار ترقی کے اہداف" کے خواب شرمندہ تعبیر ہوتے نظر نہیں آ رہے ہیں۔ یو این ڈی پی اور حکومت پاکستان نے اکتوبر 2015 میں مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کرتے ہوئے "2030 ایجنڈا" کے تحت وفاق اور چاروں

صوبائی دارالحکومتوں میں پائیدار ترقی کے اہداف سنٹرز بنائے گئے تھے تاکہ باقاعدہ اور مستقل بنیادوں پر مقررہ اہداف کی پراگریس بارے جائزہ لیا جاتا رہے اور جاری آپریشنز کے لئے وفاق کی طرف سے ایک بلین روپے کا بجٹ بھی مختص کیا گیا تھا۔ عالمی معاہدوں کی روشنی میں محکمہ زراعت پنجاب کی ہدایت پر ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے شعبہ سوئل کیمسٹری اینڈ انوائرنمنٹل سائنسز میں موسمیاتی تبدیلی یونٹ قائم کیا گیا تھا تاکہ زلزلہ، سیلاب، سمندری طوفان، خشک سالی و عالمی درجہ حرارت کا اگائی جانے والی فصلوں پر اثرات کا جائزہ لے کر مستقبل کی پالیسیاں وضع کی جائیں جو کہ 17 پائیدار ترقی کے اہداف کے حصول سے ہم آہنگ ہوں۔ متعلقہ شعبہ کے سائنسدانوں کی طرف سے دس ماہ قبل اس سنٹر کے افتتاح کی تختی کی نقاب کشائی کی گئی جواب اتار دی گئی ہے اور اب تک تجربات کے لئے کوئی فنڈز مختص کئے گئے اور نہ ہی فصلوں پر اثرات کا سروے شروع کیا گیا۔ مذکورہ بالا صورتحال کی وجہ سے سول سوسائٹی اور عوام الناس میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے---

(اس مرحلہ پر دو منٹ کی خاموشی رہی)

اجلاس دس منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں شور وغل کی وجہ سے اجلاس کی کارروائی
دس منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر دس منٹ کے وقفہ کے بعد 1:06 پر جناب سپیکر
دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ایوان میں وزراء اور پارلیمانی سیکرٹریز کی جانب سے سوالات کے مدلل جوابات نہ دینے سے ماحول کا خراب ہونا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج جو بھی ناخوشگوار واقعہ یہاں اسمبلی میں ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسی بات میاں محمد اسلم اقبال کی طرف سے نہیں ہوئی، انہوں نے بڑے مؤدب طریقے سے منسٹر صاحب سے دو تین دفعہ کہا کہ آپ جا کر visit کر لیں لیکن منسٹر صاحب کی طرف سے جو جواب آیا وہ کوئی logical جواب نہیں تھا وہ خود نہیں جا سکتے تھے تو کہہ سکتے تھے کہ میں کوئی بندہ بھیج دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے یہ بات کر دی تھی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! لیکن چونکہ میں لابی میں بیٹھا تھا اور ہم کسی دوسری گفتگو میں تھے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے یہ بات کی تھی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ across the board ہماری جتنی بھی اپوزیشن کی پارٹیاں ہیں ان کے سب ممبران کا یہ تاثر ہے بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ وزراء تیاری کے ساتھ نہیں آتے، پارلیمانی سیکرٹریز بھی تیاری کے ساتھ نہیں آتے اور سوالات کے درست جوابات نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: یہ تو پوری تیاری کے ساتھ آتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر منسٹر اچھے طریقے سے، اچھے پیرائے میں کہہ دیتے تو بات آگے نہ بڑھتی۔ کل احسن ریاض فتیانہ کو بھی اس بات کا بہت زیادہ اعتراض تھا اس نے کہا کہ میں آئندہ سے کوئی ضمنی سوال نہیں کیا کروں گا، پیپلز پارٹی کی معزز ممبر محترمہ فائزہ احمد ملک کو بھی کل رانا مشہود نے بھونڈے طریقے سے یہ کہا کہ اس سوال کا میری طرف سے جواب ہی سمجھیں۔ وزراء یا حکومتی بنچز کی طرف سے یہ انداز تخاطب قطعی طور پر مناسب نہیں ہے۔ یہ ایم پی ایز کا استحقاق ہے کہ ان کے جو سوالات آتے ہیں حکومتی بنچز کی طرف سے ان کا تسلی بخش جواب ملے۔ خود حکومتی ممبران، یہاں پر ارشد ملک صاحب، میاں طارق صاحب اور باقی کئی دوستوں کے سوالات ہوتے ہیں وہ بڑے irritate بھی ہوتے ہیں اور احتجاج بھی کرتے ہیں کہ یہ سوال کا درست جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وزراء صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹریز صاحبان محکموں کے سوالوں کے جوابات کی ذرا بہتر انداز کے ساتھ تیاری کر کے آئیں اور بہتر طریقے سے جوابات دیں۔

جناب سپیکر! ہمارے تمام ممبران کے اندر یہ تاثر ہے کہ جناب سپیکر کو ایوان کا custodian ہونے کے ناتے بالکل غیر جانبدار ہونا چاہئے۔ آج یہاں پر جو بات ہوئی ہے کہ کسی ممبر اسمبلی کو یہ کہنا کہ آپ بکواس بند کریں یا آپ نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں یا میں مزا چکھا دوں گا۔ اس طرح کی بات جس کی یہاں سارے ایم پی ایز نے گواہی دی کہ یہاں Chair کی طرف سے اس طرح کی بات ہوئی ہے یہ بھی کوئی اچھا نہیں ہے۔ آپ بڑے ہیں، آپ ایوان کے custodian ہیں اگر کسی ممبر کی طرف سے اس طرح کی کوئی بات ہوتی بھی ہے تو آپ کا فرض ہے کہ آپ غیر جانبدار رہتے ہوئے حکمت اور پیار کے ساتھ ان ساری باتوں کو handle کریں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئندہ وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان تیاری کر کے آئیں اور ایم پی اے صاحبان خواہ ان کا تعلق حکومتی بنچوں یا حزب اختلاف سے ہو ان کو سوالات کے تسلی بخش جوابات ملنے چاہئیں۔ اگر تسلی بخش جوابات مل جائیں گے تو پھر کوئی بھی ممبر خواہ مخواہ irrelevant ضمنی سوال نہیں کرے گا لیکن اگر جواب درست نہیں ہوگا، اگر سوال چنا اور جواب گندم ہوگا تو پھر معزز ممبران irritate ہوں گے۔

جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبران کے اندر ایک بے چینی، اضطراب اور تشویش پائی جاتی ہے کہ جناب سپیکر غیر جانبداری کے ساتھ ایوان کو نہیں چلاتے۔ معزز ممبران حزب اختلاف کو snub کیا جاتا ہے جبکہ وزراء اور حکومتی ممبران کو bailout کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ سے یہ practice نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج یہاں ایوان میں جذباتی گفتگو ہوئی اور جس کے نتیجے میں حزب اختلاف نے walkout کیا۔ میں بھی لابی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے اور جہاں تک اس کے پہلے حصے کا تعلق ہے اس بابت بالکل میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اس تنقید سے ہمیں پوری طرح سے آگاہ ہوتے ہوئے اس بات کا خیال کرنا چاہئے کہ اگر کسی بھی معزز وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی انفارمیشن میں کوئی کمی ہے تو اس کو improve کیا جائے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو improve کریں گے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف اور جناب سپیکر کی observation پر ہمیشہ توجہ دی جاتی ہے، توجہ دی جانی چاہئے اور اس پر کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔ محترم قائد حزب

اختلاف کی گفتگو کا جو دوسرا حصہ ہے، میں اس بات میں جائے بغیر کہ کیا لفظ ادا ہوئے اور کیا نہیں ہوئے، وہ ریکارڈ کا حصہ ہیں اور ریکارڈ موجود ہے۔ میں نے باہر بھی request کی ہے کہ rules کے مطابق سپیکر صاحب کے conduct کو ایوان میں discuss نہیں کیا جا سکتا۔ سپیکر کا conduct سپیکر چیمبر یا کمیٹی روم میں discuss ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ اور معزز ممبران حزب اختلاف سے یہ درخواست کروں گا کہ جو گفتگو آج ہوئی ہے وہ نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اگر اس میں کوئی جذباتی رنگ آیا ہے تو اس کو بھی دیکھا جانا چاہئے تاکہ آئندہ ایسا نہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم دونوں اطراف کو اس چیز کا جائزہ لینا چاہئے اور اگر آپ اس بات کو مناسب سمجھیں تو کل قائد حزب اختلاف اور جو معزز ممبران وہ اپنے ساتھ لانا چاہیں لے آئیں اور ادھر سے بھی ہم دو چار لوگ آ جائیں گے۔ جس طرح آپ مناسب سمجھیں اور جن کو آپ حکم دیں گے وہ آ جائیں گے۔ جس طرح سے آج منسٹر ہاؤسنگ سے متعلقہ معاملہ تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی اگر منسٹر ہاؤسنگ وقت کی کمی کی وجہ سے نہیں جا سکتے تو وہ پارلیمانی سیکرٹری کو بھیج سکتے تھے، سیکرٹری ہاؤسنگ کو بھیج سکتے تھے یا ایڈیشنل سیکرٹری ہاؤسنگ کو بھیج سکتے تھے۔

جناب سپیکر! اگر معزز ممبر کا یہ مطالبہ تھا کہ وہاں موقع پر کوئی آدمی visit کے لئے چلا جائے تو یہ کوئی ایسا مطالبہ نہیں جو کہ پورا نہ ہو سکے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس بات کو discuss کرنے کے لئے آپ کل اجلاس کے دوران یا اجلاس سے پہلے کا کوئی وقت مقرر فرما کر ان تمام صاحبان کو بُلوا لیں تاکہ یہ بات وہاں پر discuss ہو اور اس ایوان میں اس کو discuss نہ کیا جائے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: میں سب سے پہلے تو معزز ممبران حزب اختلاف کا ایوان میں آنے پر شکر گزار ہوں۔ فشاپ کے پاس جو صاحبان گئے ہیں میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ کل ٹھیک صبح دس بجے بیٹھیں گے۔ آپ میری اور ان کی بات بھی سُن لیجئے گا پھر جس کا قصور ہو گا اس کے بارے میں ہم آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ میرے لئے تمام معزز ممبران نہایت ہی قابل احترام ہیں۔ ایسی بات نہ سوچیں کہ میں کسی کی طرفداری کر رہا ہوں۔ میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ قانون، قاعدے اور رولز کے مطابق چلوں لیکن ہو سکتا ہے کہ کہیں کوئی ایسی بات ہو گئی ہو بہر حال اس بابت ہم کل مل بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جوزیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ریونیو اتھارٹی پنجاب 2016

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Finance, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th September 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th September 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، سردار وقاص حسن موکل!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اپنی discussion کی شروعات اس بات سے کروں گا کہ ہم اس صوبہ کی عوام کے ساتھ کب تک مذاق کرتے رہیں گے، کیا قانون سازی بچوں کا کام ہے؟ قانون سازی سے متعلق حزب اختلاف کی طرف سے تجویز کئے گئے کسی بھی ایک constructive positive step کو consider ہی نہیں کیا جاتا۔ صرف اس لئے کہ وہ اپوزیشن کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ یہ اتھارٹی 2012 سے بنی ہوئی ہے اور ہائی کورٹ کو یہ بتانے کے لئے intervene کرنا پڑا کہ یہ اتھارٹی جس قانون کے تحت بنی چاہئے تھی اس قانون کو under consideration ہی نہیں لایا گیا۔ کیا محکمہ قانون اس وقت سو رہا تھا، کیا یہ ان کی زندگی کا پہلا قانون تھا اور ان کو یہ پتا نہیں چلا کہ وہ جو قانون بنانے جا رہے ہیں اس کے اندر کیا کیا prerequisites ہیں؟

جناب سپیکر! جب یہاں پر کوئی قانون present ہوتا ہے تو ہر دفعہ یہی بات ہوتی ہے اور آج تک میں نے تاریخ میں at least پچھلے تین سالوں میں نہیں دیکھا کہ حزب اختلاف کی طرف سے دی گئی ایک بھی ترمیم take up ہوئی ہو۔ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا کہ اس کے اندر Section-3 ریونیو اتھارٹی کے قانون کے مطابق ہے اُس کو consider ہی نہیں کیا گیا اور اُن لوگوں نے ہائی کورٹ

میں جا کر ریلیف لیا تو آج یہ ترمیم آ گئی۔ یہ بل جب پہلی دفعہ present ہوا تھا تو اُس وقت حزب اختلاف کی یہ بات سُن لی اور مان لی جاتی تو آج ہم یہاں پر نہ کھڑے ہوتے۔ آج کے دن میں ہم اس چیز پر جو وقت لگا رہے ہیں ہو سکتا ہے ہم وہ وقت کسی بہتر چیز پر لگا سکتے۔

جناب سپیکر! آگے چلتے ہوئے میں اس کے اندر اور چیزیں بھی ڈالنا چاہوں گا کیونکہ میں نے یہ request کی تھی کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے۔ سول سوسائٹی کے experts جو کہ پنجاب اور پورے پاکستان میں ہیں جن کا کام ہی یہ ہے اُن سے اس پر opinion لی جائے۔ ہماری اسمبلی کی Standing Committees, totally non-functional, totally irrelevant اور صرف ایک rubber stamps ہیں جو کام اُن کے پاس آتا ہے وہ اُس کے اوپر مہر لگاتے ہیں اور copy, past کیا ہوا کاغذ آگے آ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ سے میرا سوال یہ ہے کہ پہلی دفعہ جب یہ قانون بنا تھا تو یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گیا، سٹینڈنگ کمیٹی نے اگر اس پر اپنی observation دی ہے تو وہ کیوں نہیں adopt کی گئی؟ اور اگر سٹینڈنگ کمیٹی کی طرف سے observation نہیں دی گئی تو اس کا مطلب ہے کہ اُن کے پاس اتنی capacity ہی نہیں ہے کہ وہ اس چیز کو determine کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے اس کی ایک اور example لانا چاہوں گا کہ لوکل باڈیز بل جو ایک دو دنوں میں اسمبلی میں آ جائے گا یا شاید آج ہی ہو۔ یہ بل ایک دفع پھر کیوں آ رہا ہے؟ یہ بل صرف اسی وجہ سے آ رہا ہے کہ حکومت نے یہ بل present کرنا ہے، اُس کو بلڈوز کرنا ہے اور اُس پر کسی کی کوئی بات نہیں سُننی، کوئی suggestion نہیں لینی اور جب practical onground experiences آتے ہیں تو تب انہیں realize ہو گا کہ غلطی ہو گئی۔

جناب سپیکر! اس سال کے اندر ایک ہی بل دو دفعہ ترامیم کے ساتھ آپ کے سامنے آ رہے ہیں کوئی تو جوابدہ ہو کہ یہ کس کی نااہلی ہے کہ بل present ہو جاتا ہے، approval ہو جاتی ہے، ترامیم ہو جاتی ہیں پھر کسی کو ہوش آتا ہے کہ کام غلط ہو گیا ہے اور پھر دوبارہ سے وہی process شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارے پاس اور کرنے کو کوئی کام نہیں ہے؟ 2012 سے لے کر 2016 تک چار سالوں کے اندر جو کچھ ہوا اُس کا کون جوابدہ ہے۔

جناب سپیکر! اگلی بات یہ کہ اس کے اندر appellate authority اب consideration میں آئی ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ اتھارٹی پہلے ٹوٹل بد معاشی تھی۔ پیسے لے لئے، جتنا ٹیکس لگانا تھا وہ لگا لیا، ریونیو کے جو کام کرنے تھے وہ کر لئے لیکن اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہو گئی ہے تو اُس کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے یہ کس قسم کا قانون ہے؟ اس کے ذمہ دار ہم ہیں، ہم عوام کے آگے جوابدہ ہیں یا نہیں لیکن خدا کے آگے تو ہم جواب دہ ضرور ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے request ہے کہ ایک دفعہ آپ تجربہ کر کے تو دیکھ لیں شاید آپ یہ کہنے والے تو بنیں کہ بھئی! حزب اختلاف کی سُنی گئی ہے اور اس کو مشتہر کر دیا گیا ہے، سول سوسائٹی کو include کر لیا گیا ہے اور اس پر experts سے opinion لے لی گئی ہے۔ مجھے بالکل پتا ہے کہ وزیر قانون کھڑے ہو کر کہیں گے کہ ہم نے مشتہر کر دیا ہے اور اس پر opinion لے لی ہے اگر آپ نے opinion لے لی ہے تو وہ کون سے لوگ تھے جن کو یہ نہیں پتا تھا کہ اس کو کس طرح سے بنانا ہے؟ میں جو بات کر رہا ہوں اگر وہ ٹھیک ہے تو کوئی تو جواب دے دے؟ کس طرح یہ مشہوری ہوئی، کس طرح یہ تشہیر ہوئی، کون کون لوگ تھے؟ ہمیں لسٹ ہی دکھا دیں کہ یہ وہ experts تھے جو پنجاب اور پاکستان کے اندر ریونیو کے اَن داتا ہیں اور جنہوں نے کہا ہے کہ اس سے بہتر قانون نہیں بن سکتا؟

جناب سپیکر! انہوں نے اتھارٹی کے اندر 19 گریڈ کا افسر ممبر اکاؤنٹس بنایا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ 19 ویں گریڈ کا افسر ہونا کس چیز کو دکھاتا ہے؟ ڈاکٹر پانچ سال میں ایم بی بی ایس کرتا ہے، آرکیٹیکٹ بھی ایک ٹیکنیکل جاب ہے اُس کے لئے آپ ڈگری لیتے ہیں۔ سی ایس ایس کر کے آنے والا 19 گریڈ کا افسر ہر فن مولا ہوتا ہے؟ یہ کیا بات ہے کہ 19 گریڈ کا افسر یہ سارا کچھ کر لے گا؟ بھئی! آپ نے جس کو اس کا ممبر اکاؤنٹس لگانا ہے آپ اُس کا معیار بناؤ، اُس کا proper profile ہو جس کی کوئی history ہو، کوئی background ہو، کوئی پڑھا لکھا آدمی ہو۔ اس میں صرف اور صرف ہتھکنڈا یہ ہے کہ اُس کو 10 لاکھ روپے تنخواہ مل جائے گی اور وہ سرکاری افسر ہر وقت حکومت کی ڈگڈگی بجاتا رہے گا کہ حکومت 10 لاکھ روپے تنخواہ دے رہی ہے اور بہت سارے privileges ہیں۔ وہ کہیں سے اُٹھ کر آ جائے گا، دو سال وہاں پر کام کرے گا اور پھر آگے چلا جائے گا۔ یہ ڈنگ ٹپاؤ سکیم نہیں چل سکتی اور ضروری نہیں ہے کہ ہر 19 ویں گریڈ کے افسر کی اتنی competency ہو۔ حکومت نے یہ ایک نیا طریق کار بنا لیا ہوا ہے کہ جس کو accommodate کرنا ہو اُس کو کسی اتھارٹی کا CEO بنا کر مہینے کی 15 لاکھ روپے تنخواہ لگا دو اور چلو جی کام شروع ہو گیا۔ یہاں پر آپ ممبر اکاؤنٹس کی explanation بھی تو کریں کہ وہ کیا

کرے گا؟ 19ویں گریڈ کے بیوروکریٹ کے پاس کون سی ایسی جادو کی چھڑی ہے کہ وہ ہر جگہ پر کامیاب ہو جاتا ہے، وہ ہر محکمہ کا کام کر دیتا ہے۔ سولر انرجی بھی وہ چلا لیتا ہے، کول پلانٹ بھی وہ چلا لیتا ہے، وہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی بھی چلا لیتا ہے تو میرے خیال میں ہم ایف اے، بی اے چھوڑیں اور 19ویں گریڈ کی ڈگریاں دینا شروع کر دیں جس سے شاید ہمارے بہت سارے معاملات ختم ہو جائیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ بطور parliamentarians ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم چیزوں کو highlight کریں۔ میں Senate Committees کے اوپر بھی بات کروں گا کیونکہ اگلی ترمیم ہے تو I am sure کہ اُس کے اوپر بات کی جائے گی لیکن میں on the record یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایوان کی standing committees سے زیادہ inefficient organ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہاں پر باقاعدہ exercise ہوئی جس کے اندر ایک ایجنڈے پر بات کی گئی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے معزز ممبران ان committees میں شامل ہوتے ہیں تو آپ تھوڑا سا احتیاط سے بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اُس میں شامل ہوں اور میں اُس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور میں on the record یہ بات کر رہا ہوں کہ انہیں جو چیزیں پسند آئیں وہ انہوں نے pick کر لیں اور باقی کی کدھر ہیں جو نہیں implement ہو رہیں؟ اُس کے اندر بالکل یہ کہا گیا ہے کہ Standing Committees کو affective کیا جائے تو ابھی دو مہینے پہلے 1681۔ارب روپے کے بجٹ پر ہم نے جو ڈینگیں ماری ہیں اُس میں سے کتنے پیسوں پر یہ Standing Committees کی میٹنگز کر لیں گے؟ یہاں پر آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے، کسی کو کوئی احساس نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ابھی یہ request کرتا ہوں آپ حکماً یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس بل کو سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر کے اس کی proper طریقے سے تشہیر کی جائے۔ اس کے اندر جو loopholes ہیں اُن کو ٹھیک کیا جائے اور اس میں parliamentarians کو نہ ڈالیں کیونکہ اگر میرا background, accounts کا نہیں ہے تو مجھے کیا پتا لگے گا؟ اس 371 کے ایوان میں کوئی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ نہیں ہو گا یا کوئی کاروباری بندہ نہیں ہو گا؟ یہاں پر 100 ایسے معزز ممبران بیٹھے ہیں جو روزانہ اس طرح کے افسروں کے ساتھ interact کرتے ہیں۔ آپ ابھی ان سے ہاتھ کھڑے کرا لیں ان سے پوچھیں کہ کون کون سے معزز ممبران بزنس کرتے ہیں تو آپ کو پتا لگ جائے گا آپ ایک دفعہ experiment تو کریں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے صرف یہ request کر رہا ہوں کہ اس میں relevant بندے ڈالیں۔ سردار وقاص حسن مؤکل اگر فنانس کی الف، ب نہیں جانتا تو وہاں پر اُس کا کوئی تک ہی نہیں بنتا۔ جس معزز ممبر کا کوئی تک بنتا ہے اُس کو آپ کہیں کہ جاؤ اور بیٹھ کر اُس پر کام کرو، اس طرح سے آپ کو رزلٹ ملیں گے۔ بات خلا کی ہو رہی ہے اور solution وہاں پر پانی کا دیا جا رہا ہے ایسے تو کام نہیں چل سکتا۔ بنیادی طور پر میرا صرف ایک ہی سوال ہے اگر یہ سارا کچھ کل affectively ہوتا تو آج second amendment نہ آتی اور میں یہی بات لوکل باڈیز بل پر بھی کروں گا کہ اُس وقت اتنی کیا جلدی تھی؟ جو بھی کام کرنا ہے ذرا سوچ کر کر لیں لیکن اس کے اندر اس ایوان کی dis-functionality کا قصور ہے۔ اُن کو پتا ہے کہ ہمارے سے تو کسی نے کوئی بات ہی نہیں پوچھنی، ہمارا opinion ہی نہیں لینا تو ہم interest کس بات کا لیں؟

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں ناں! اُن کو چھوڑیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! آپ سے میری humble request ہے کہ قانون سازی کو مذاق نہ بنائیں کیونکہ ہر قانون میں ہر چوتھے دن دوبارہ سے ترمیم نہیں آ سکتی۔ ہمارے ہاتھ اگر ایک tool آ گیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنی incompetence دکھائیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ترمیم لانے میں کوئی قدغن تو نہیں ہو سکتی۔ آپ سے بھی پوچھ لیا ہے تو اب ان سے بھی پوچھ لیتے ہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! اُن کا جواب تو لاجواب ہوگا اُس کے آگے تو کسی کی کیا قدر و منزلت ہے۔ میں نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی ہے تو میں آپ کو، اس معزز ایوان کو اور وزیر قانون کو سلام ہی پیش کر سکتا ہوں کہ جتنا اچھا کام چلتا ہے وہ چلتا رہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، آپس میں سلام پیش کریں تو اچھی بات ہے۔ جی، محترمہ فائزہ احمد ملک!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس وقت پنجاب ریونیو اتھارٹی کے قانون کو حکومت چاہتی ہے کہ اس میں ترمیم کی جائے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہماری تجویز پر غور کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں اس لئے اس چیز پر زور دیتی ہوں کہ میرا مؤقف یہ ہوتا ہے کہ سب کی رائے جس چیز میں شامل ہوتی ہے وہ بل ہو یا کوئی اور چیز بھی ہو وہ debate کے بعد خوبصورت شکل اختیار کرتی ہے۔ اس بل پر بھی رائے عامہ کے بعد اچھی اور جامع چیز اسمبلی کے فورم سے نکلنی چاہئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ترامیم

کی جب ضرورت ہو تو پیش کر کے تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ اب اس میں کیا برائی ہے کہ اس بل کو پہلے آپ مشتہر کر لیں اور عوامی رائے لے لیں۔ عوامی نمائندے تو پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں ان کی رائے لے لیں۔ اگر سب کی رائے شامل کر کے بل لایا جائے تو اس میں کیا برائی ہے۔ اگر آپ کچھ مہینوں یا ایک سال کے بعد کسی چیز میں ترمیم لاتے ہیں تو تجربہ کر کے، اپنے آپ کو آگ لگانے کے بعد یا صوبہ کا نقصان کرنے کے بعد ترمیم لائیں تو اس کا کیا فائدہ ہے؟ بجائے اس کے کہ وقت سے پہلے اس پر debate کر لیں اور اسے اچھا تیار کر لیں۔ ریونیو اکٹھا کرنا کسی بھی صوبے اور ملک کا بہت اہم معاملہ ہوتا ہے کیونکہ ریونیو sources سے صوبے اور ملک چلتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اب جو ہو رہا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ یہ اتھارٹی 2012 سے کام کر رہی ہے۔ اس کو آپ اسمبلی میں لانا اور اسمبلی سے پاس کرانا ضروری نہیں سمجھتے۔ اس کی جو بھی وجوہات ہیں وہ حکومت کو پتا ہوں گی کہ ریونیو اکٹھا ہو رہا تھا یا نہیں۔ ہم نے یہی دیکھا ہے کہ بجٹ میں جب بات آتی ہے تو یہ facts سامنے آتے ہیں کہ ہم اتنے خسارے میں رہے ہیں۔ حکومت بے شک دعوے کرتی رہے کہ ہمارا خسارہ نہیں ہے اور ہم نے بہت ریونیو اکٹھا کیا ہے لیکن ہمیں پتا ہے کہ ٹیکس صوبائی ہو یا وفاقی ہو جب اکٹھا کیا جاتا ہے تو ٹیکس اکٹھا کرنے کے ہدف کو ہم حاصل نہیں کر پاتے۔ اس کو بہتر کرنے کے لئے پنجاب کے لوگوں پر double taxation لگائی جا رہی ہے۔ ریونیو اکٹھا کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ عوام پر سارا بوجھ ڈال دیں۔ وفاقی ٹیکس علیحدہ ہیں اور صوبائی علیحدہ ہیں یعنی ہم کیا دہرے ٹیکس ادا کریں۔ صوبوں کو اختیارات اس لئے نہیں دیئے گئے کہ ریونیو اکٹھا کرنے کے نام پر آپ عوام کی جان نکال لیں۔ ہم اگر ٹیکس دے رہے ہیں تو جو جائز اور صحیح ٹیکس ہے وہ لیں۔ اس کے علاوہ جو لوگ ٹیکس نہیں دیتے حکومت کو انہیں tax net میں لانا چاہئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جو لوگ ایماندار ہیں اور ایمانداری سے ٹیکس ادا کر رہے ہیں ان سے وفاق بھی ٹیکس وصول کرے اور صوبہ بھی کرے اس لئے ریونیو کے نام پر یہ جو مذاق صوبہ پنجاب کے عوام کے ساتھ کیا جا رہا ہے وہ نہ کیا جائے اور اس بل کو مشتہر کیا جائے اور لوگوں کی رائے لی جائے۔ عوامی رائے آنے کے بعد اس کا فیصلہ کریں۔ اس وقت اکثریت کی بنیاد پر آپ بلڈوز کر سکتے ہیں حالانکہ آج اکثریت نہیں ہے لیکن آپ بلڈوز کر کے اس کو پاس کر لیں گے۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ رائے عامہ اسمبلی کے وقار کو بڑھائے گی اور ان کی روشنی میں جو تجاویز آئیں گی ان کے بعد جو مسودہ تیار ہو گا وہ اچھی شکل میں ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو طریق کار ہمارے ہاں قانون سازی کا ہے، اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اس میں defects ہیں۔ یہاں بل متعارف ہو جاتا ہے اس وقت اس پر کوئی بات نہیں ہو سکتی اور وہ سٹینڈنگ کمیٹی کو refer ہو جاتا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے سٹینڈنگ کمیٹی کو ہدایات آتی ہیں کہ یہ جو بل متعارف کرایا گیا ہے اس کو as such پاس کر دیا جائے۔ وہ اسی طرح متفقہ طور پر پاس ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ اس میں جو constituent members ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے ضروری نہیں کہ قانوندان ہوں۔ ممبران مختلف ٹریڈز سے تعلق رکھتے ہیں۔ لاء ڈیپارٹمنٹ کا بنیادی طور پر یہ کام ہے کہ وہ ان ساری چیزوں کو دیکھے اور proper طریقے سے ان پر غور و خوض کرے لیکن ہمارے ہاں اس طرح کی روایات ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ حکومت کی جو بھی خواہش ہوتی ہے اس پر لاء ڈیپارٹمنٹ قانون کو اوپر نیچے کر کے گاڑی کو چلاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر جو comments آئے ہیں اور اس میں لکھے بھی ہوئے ہیں جو گورنمنٹ کی طرف سے سیکرٹری نے پیش کئے ہیں۔

> He stated that the Lahore High Court had held that in the absence of Notification under section 3(1) of the Punjab Revenue Authority Act 2012, the Punjab Revenue Authority had not been established or constituted in accordance with law.

جناب سپیکر! یہ جو فقرہ ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پوری اسمبلی کو اس پر غور و خوض کرنا چاہئے کہ یہ جو قانون سازی ہے اس پر ہائی کورٹ نے پنجاب اسمبلی کو آئینہ دکھایا ہے کہ یہ قانون سازی آپ کرتے ہیں جو قانون دان ہیں۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ قومی اسمبلی، سینیٹ اور صوبائی اسمبلی ہے۔ یہ قانون ساز ادارے ہیں۔ اس کے بارے میں لاہور ہائی کورٹ نے ہمیں آئینہ دکھایا ہے کہ آپ جو قانون سازی کرتے ہیں جن میں میٹنگز ہوتی ہیں، آپ بیٹھتے ہیں، کمیٹیاں بنتی ہیں لیکن آپ بنیادی چیزوں پر غور و خوض نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! اب یہ بل جس کے اندر یہ ترمیم اس وقت اسمبلی میں زیر غور ہے۔ اس کا نوٹس ہائی کورٹ نے لیا ہے جس کے نتیجے میں یہ بل یہاں پر بحث کے لئے آ گیا ہے۔ اس میں بھی طریق کار ہم

نے کوئی تبدیل نہیں کیا اور اسی روایت پر قائم ہیں کہ بل کی صورت میں اسمبلی میں پیش کر دیا، کمیٹی میں چلا گیا اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

The Committee after hearing the Members, having view point of the Administrative Department & Law and Parliamentary Affairs Department and discussing various points, unanimously decided to recommend the bill.

یعنی آپ دیکھیں کہ جتنی بھی قانون سازی کے لئے اس طرح کمیٹیوں کی رپورٹیں آئیں گی ان میں یہی الفاظ لکھے ہوں گے کہ اس کو unanimously کر دیا گیا ہے لیکن ہمیں ہائی کورٹ نے direct کیا ہے کہ یہ کیسی قانون سازی آپ نے کی ہے اس کو ٹھیک کریں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے جس طرح پہلے عرض کیا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ سارے کمیٹی کے ممبران law knowing ہوں۔ ہم نے اس وقت جو ترمیم پیش کی ہے اس میں وزیر موصوف ضرور یہ کہیں گے کہ ہم نے جو بل پیش کیا تھا اس کو ہم نے internet پر دے دیا تھا اور پورا پنجاب کیا پوری دنیا اس کو دیکھ سکتی تھی۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کسی کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ خواہ مخواہ اس پر پریکٹس کرے جس کا کوئی فائدہ ہی نہ ہو۔ اس میں ہماری طرف سے بالکل صائب بات آئی ہے کہ پہلے بھی ہائی کورٹ کی direction آئی ہے۔ اب ہمیں اس سے سیکھنا چاہئے اور اس کو public opinion کے لئے آپ الیکٹرانک میڈیا پر بھی اس کو دیں اور اس کے علاوہ پرنٹ میڈیا میں بھی اشتہار دیں کہ یہ قانون سازی ہم کرنے چلے ہیں۔ اس میں ہمارے جو lawyers، مختلف سطح کی bars ہیں، ان کے علاوہ اور بھی جو لوگ اس کام کا درد رکھتے ہیں وہ بھی اس پر غور و خوض کریں اور اس کی ہمیں input دیں اور جب وہ inputs آ جائیں تو میں یہ نہیں کہتا کہ آپ کوئی نئی کمیٹی بنا دیں یہی کمیٹی ان چیزوں کو اپنے سامنے رکھ کر میں سمجھتا ہوں کہ جو بہتر اجتماعی رائے ہو اس کو adopt کر لینا صائب ہے کیونکہ یہ ایسا قانون ہے جس سے پورے پنجاب نے متاثر ہونا ہے۔ اس ڈھکا شاہی کے نتیجے میں اب اس میں یہ تو لکھا ہے کہ ہم نے اس وقت قانون سازی کی اور اس میں سقمرہ گیا۔

The Bill aimed at (a) retrospective validation of establishment of the authority with effect from, 01-07-2012

یعنی جو ہائی کورٹ نے ہمیں آئینہ دکھایا ہے کہ یہ پنجاب اسمبلی کے 371 ایم پی اے صاحبان، وزیر صاحبان کی پوری بیڑی، اس کے علاوہ پورا لاء ڈیپارٹمنٹ، سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری، سپیشل سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری، سیکشن آفیسرز اور پتا نہیں کیا کیا الا بلا بھرا ہوا ہے ان سب نے مل کر یہ قانون سازی کی ہے۔ 2012 سے جب اس قانون کو لاگو کیا تو پنجاب کی عوام کو اس کے نتیجے میں جو taxation تھی وہ دینی پڑی۔ اب اس قانون کے تحت مؤثر الماضی کر کے اس کو validate کرنے کا یہ جو طریق کار ہے یہ قطعاً کوئی شریفانہ طریق کار نہیں ہے اور یہ ہماری کارکردگی پر ایک سوالیہ نشان ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ دوبارہ اسی غلطی کو دہرانے جا رہے ہیں اور اسی طریق کار کے مطابق چل رہے ہیں آپ اس بل کو جس سے پورے پنجاب کی عوام نے متاثر ہونا ہے آپ اس کو opinion کے لئے elicit کریں لہٰذا اس کے لئے آپ ایک ڈیڑھ ماہ اور دے دیں کون سی ایسی جلدی پڑی ہے پہلے ہی جلدی میں قانون سازی کے نتیجے تو ہم نے دیکھ ہی لئے ہیں۔ 2012 سے یہ کام کر رہا ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں کوئی ایمرجنسی نہیں ہے اگر اس کو مزید دو ماہ اور بھی گزر جائیں گے تو کوئی قیامت نہیں آئے گی لیکن کوئی ایسی قانون سازی ہو جائے جس سے عوام بھی مطمئن ہو جائے اور ہائی کورٹ کو بھی معلوم ہو جائے کہ تمام corners کی طرف سے رائے پنجاب اسمبلی نے لی ہے اور اس کے نتیجے میں یہ بہتر قانون سازی ہوئی ہے اس میں اس ادارے کا بھی وقار ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب کا اس ایوان میں تجربہ بہت زیادہ ہے لہٰذا میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کی performance اور صلاحیت ایوان کے اُس طرف اور اِس طرف بھی ہم دیکھتے ہیں اب غلطی سے ایوان کے اُس طرف چلے گئے ہیں ورنہ اِس طرف تو ان کی performance بہت ہی شاندار ہوتی تھی اور ہم بڑا appreciate کرتے تھے کہ رانا صاحب کے ایک فقرے سے۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! وہ سوچ سمجھ کر گئے ہیں ویسے نہیں گئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ماضی بتا رہا ہوں کہ رانا صاحب کے ایک فقرے کے نتیجے میں پورے ایوان میں ایک uproar ہوتا تھا، آگ لگتی تھی اور بڑے بہترین طریقے سے یہ اپوزیشن لیڈر اور ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ میں تو ان سب کی تعریف کر رہا ہوں کہ ان میں یہ یہ صلاحیتیں ہیں لہٰذا میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو دو اڑھائی ماہ کے لئے مؤخر کر کے اس کو public opinion کے لئے elicit کروائیں اس میں ہی بہتری ہے لہٰذا اس میں ان کی اور اس ایوان کی

بھی نیک نامی ہے اور یہ جو خطرہ ہے کہ اس کے بعد پھر کوئی سقم رہ گیا تو ہائی کورٹ کے بعد اگر سپریم کورٹ نے نوٹس لے کر کہا کہ پنجاب اسمبلی والو! تم اتنے بچے ہو کہ تم صحیح قانون سازی نہیں کر سکتے تو اس سے بھی ہم بچ جائیں گے۔ میری request ہے کہ یہ جو ہم نے ترمیم دی ہے اس کو رانا صاحب منظور کر لیں اور اس کے بعد پھر ہم اگلی ترامیم پر بات کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: کون سی اگلی ترامیم جو انہوں نے دی ہے یا جو کہ آپ نے دی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جو انہوں نے دی ہے کیونکہ ساڈی تے سنی کوئی نئیں نا جی۔ اوتے اکھاں بند کر کے اودہے تے bulldoze چلا دینا اے۔

جناب سپیکر: اچھا جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ دونوں معزز اپوزیشن کے ممبران نے جو اس ترمیم پر بات کی ہے تو زیادہ تر ان کی گفتگو کا legislation کا طریق کار رہا ہے اور ان کی رائے کے مطابق یہ طریق کار درست نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس کو عوامی رائے کے لئے مشتہر کیا جائے یا next ترمیم میں کہا گیا کہ اس کی ایک اور کمیٹی بنا دی جائے۔ Rules and legislation کا جو procedure اسی اسمبلی نے pass کیا یا جو ملک کے آئین میں درج ہے اس کے مطابق یہ اختیار قومی سطح پر بھی اور صوبائی سطح پر بھی ان معزز ایوانوں کا ہے للہذا لوگوں نے اس آئین کے تحت اس معزز ایوان میں بیٹھے معزز ممبران کو legislation کا اختیار دیا ہے اور اس معزز ایوان نے اس اختیار کو آگے further extend ان Standing Committees کے پاس کیا ہے اس میں قطعی طور پر کہیں بھی یہ بات درج نہیں ہے کہ جلسہ عام کیا جائے، اشتہار دیئے جائیں، منادی کروائی جائے اور اس کے بعد opinion اکٹھی کی جائے جبکہ اس opinion کے اکٹھا کرنے کا کیا طریق کار ہو گا وہ بھی ایک بہت complicated چیز ہے۔ ایسا کوئی اختیار اس ملک کے آئین یا رولز میں درج نہیں ہے۔ جو بات محترم ڈاکٹر صاحب نے کی ہے کہ یہ جو طریق کار legislation کا ہے یہ درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نقص طریق کار کا نہیں ہے بلکہ اس طریق کار میں کام کرنے والوں کی طرف سے اگر کسی جگہ پر کمی کوتاہی ہے تو اس کی نشاندہی ہونی چاہئے اور اس نشاندہی پر اگر ہمیں کوئی further improvement کی ضرورت ہے تو وہ ضرور کرنی چاہئے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ میں نہ صرف ایسے لوگ جو ان چیزوں کے متعلق بہت professional

experienceرکھتے ہیں بلکہ وہاں پر بعض جو صاحبان ہیں ان کی ساری زندگی بطور جج یا بطور legal expert گزری ہے اور اس کے بعد وہ لاء ڈیپارٹمنٹ میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جب بھی ڈیپارٹمنٹ کو legislation کی ضرورت ہوتی ہے پہلے اس سطح پر پوری طرح سے اس کو دیکھا جاتا ہے اور جب وہ بل مرتب ہوتا ہے وہ ایوان میں cabinet کی approval کے بعد آتا ہے۔ اب یہاں ایوان میں یہ بل آتے ہی pass ہونے نہیں جاتا بلکہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ اس بل میں سٹینڈنگ کمیٹی نے تین ترامیم کی ہیں آخر وہاں پر کوئی discussion ہوئی ہے وہاں پر کوئی غوروخوض ہوا ہے تو اس کے بعد ہی سٹینڈنگ کمیٹی نے اس میں تین ترامیم suggest کی ہیں۔ اگر وہاں پر دلچسپی کا کوئی عنصر کم ہے یا اس پیمانے پر اجلاس میں کوئی حاضری کا مسئلہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ہمیں ضرور دیکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی law expert کو جیسا کہ لاء ڈیپارٹمنٹ تو ان کی disposal پر پہلے ہی ہے لیکن وہ کسی بھی expert کو، کسی بھی معاملے میں رائے لینے یا ان سے استفادہ کرنے کے لئے بلا سکتی ہے، اس کے بعد وہ پوری طرح سے ڈیپارٹمنٹ کو دوبارہ refer کر سکتی ہے اس پر وہ جو چاہے کر سکتی ہے یعنی ایک بل جو ڈیپارٹمنٹ سے پورے غوروخوض کے بعد آیا ہے اور اس ایوان میں پیش ہونے کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گیا ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی A to Z اس کو change کر سکتی ہے یہ تمام process مکمل ہونے کے بعد یہ دوبارہ passage کے لئے ایوان میں آتا ہے۔ یہاں پر جو ایک طریق کار ہے اس میں جو ہاں یا ناں کا معاملہ ہے تو اس کے پیچھے کئی ماہ کی exercise ہوتی ہے اس کے بعد وہ بات حتمی نتیجے تک پہنچی۔ ہاں، اگر سٹینڈنگ کمیٹی کے level پر متعلقہ ممبر خواہ وہ حکومتی بنچز سے ہو یا اپوزیشن بنچز سے ہو وہاں پر اپنا اعتراض اٹھائے اس کو نوٹ کروائے اگر وہاں پر سٹینڈنگ کمیٹی اکثریت کی بنیاد پر اس پر دھیان نہ کرے تو جب اس level پر آئے گا تو یقیناً اس معزز ممبر کو بات کرنے کا بھی حق ہے اور اس کو مطمئن بھی کیا جائے گا کہ آپ کا جو اعتراض ہے وہ اس طرح سے درست ہے یا اس طرح سے درست نہ ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو محترم ڈاکٹر صاحب اور میری بہن نے بھی بات کی ہے کہ جی دیکھیں ہائی کورٹ نے یہ کہہ دیا ہے تو یہاں سے سینکڑوں بل پاس ہوتے ہیں اور کسی ایک پر کورٹ کی observation آ سکتی ہے۔ اب ہائی کورٹ میں جو جج صاحبان بیٹھے ہیں اُن کی صلاحیت اور capacity پر کوئی شک نہیں ہے لیکن پھر بھی ہائی کورٹ کے 50 فیصد فیصلے سپریم کورٹ میں جا کر تبدیل ہو جاتے ہیں یا اُن کو قائم

نہیں رکھا جاتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اُن کی کوئی capacity نہیں ہے یا ان کو کسی چیز کا علم نہیں ہے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ Legal preposition میں ایک نقطہ نظر ہوتا ہے جبکہ وہی نقطہ نظر discuss کرنے کے بعد اس میں دوسری طرح کی رائے قائم ہو جاتی ہے لیکن اُس رائے کے قائم ہونے کے بعد یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جس عدالت کے فیصلے کے برعکس رائے Appellate سطح پر قائم ہوئی ہے تو شاید اُن کو قانون کی سمجھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسی طرح اس process میں بعض اوقات اصل چیزیں سامنے آ جاتی ہیں جو کہ بعد میں ہونے والے غور وخوض میں ان کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔ جب بھی کبھی نشاندہی موجودہ حکومت میں اور اس معزز ایوان میں ہوئی ہے تو ہمیشہ عدلیہ کے role کو accept کیا گیا ہے اور اس کے مطابق relevant ترامیم کو پیش کیا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ موجودہ ترامیم کا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے جن چیزوں کی نشاندہی ممبران نے کی ہے۔ اگر قانون سازی کے procedure میں کسی جگہ پر improvement کی ضرورت ہے تو یہ ایوان پوری طرح سے competent ہے کہ اس میں کوئی اضافہ یا بہتری لا سکتا ہے۔ شکریہ

MR SPEAKER: Now, the question is:

> "That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Finance, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th September 2016."

(The motion was lost.)

جناب سپیکر: اب جمہوریت پر یقین رکھنا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کا ووٹ کدھر ہے؟

جناب سپیکر: میرا ووٹ تو آپ کے پاس ہے اور میں اِدھر بیٹھا ہوں۔ میں نے تو ووٹ نہیں دیا بلکہ آپ کو سوال کیا ہے۔

The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari,

Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Muhammad Shoaib Siddiqui, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Nighat Intisar, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Khurram Shahzad and Mr Ali Salman. Any mover may move it.

MR AHMED KHAN BHACHAR: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Finance, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instruction to report thereon by 31st August 2016."

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA.
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA.
3. Dr Nausheen Hamid, MPA.
4. Dr Murad Raas, MPA.
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA.
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA.
7. Mrs Raheela Anwar, MPA.
8. Dr Muhammad Afzal, MPA.
9. Ms Ayesha Javed, MPA.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Finance, be referred to a Select Committee consisting of the

following members with the instruction to report thereon by 31st August 2016.

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA.
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA.
3. Dr Nausheen Hamid, MPA.
4. Dr Murad Raas, MPA.
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA.
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA.
7. Mrs Raheela Anwar, MPA.
8. Dr Muhammad Afzal, MPA.
9. Ms Ayesha Javed, MPA."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی،oppose کیا گیا ہے۔آپ اپنی بات کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر!میں اس پر یہ عرض کروں گا کہ اس بل کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اتھارٹی 2012 میں قائم کی گئی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ آپ ان taxes کو ایک modern طریقے سے وصول کریں اور ایک efficient tax system کو سامنے لے کر آئیں لیکن اس کے contents میں مجھے یہ لگتا ہے کہ حکومتِ پنجاب کو اُس وقت اپنے منصوبے مکمل کرنے میں اتنی جلدی تھی کہ اس نے لوگوں سے پیسے فوراً وصول کرنے شروع کر دیئے اور بغیر کسی اتھارٹی کے لاکھوں کروڑوں روپے وصول کئے گئے۔اس میں ہائی کورٹ کی Ruling بھی آچکی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت نے اپنی priorities کی وجہ سے اتھارٹی قائم کرنے کے لئے اپنا اقدام نہیں اٹھایا۔اس میں سیکشن 3 جو apply کرتا ہے اس میں سب سے پہلے ایک اتھارٹی قائم کرنی چاہئے تھی۔اس بل کی اہمیت اپنی جگہ پر تھی لیکن حکومت نے اپنی priorities کو سامنے رکھتے ہوئے مفاد عامہ کے بل کو اپنی ذاتی ترجیحات میں تبدیل کیا ہے۔

جناب سپیکر!میں اس میں یہ بھی عرض کروں گا کہ انہوں نے کہا تھا کہ ممبر اکاؤنٹنٹ گریڈ 19 کا ہو گا لیکن اس کا عہدہ میرے خیال میں ممبر فنانس کے برابر ہونا چاہئے کیونکہ فنانس ہمارا ایک

professionalڈیپارٹمنٹ ہے۔اس میں ہونا یہ چاہئے تھا کہ اکاؤنٹنٹ کی اہلیت ظاہر ہوتی لیکن اس میں بھی حکومت اپنی ذاتی پسند اور ناپسند کو سامنے لے کر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بل کی Clause 4میں بھی نیب کی روش کو اپنایا جارہا ہے جس میں آپ الاؤنسز دیکھ لیں۔اُدھر نیب پر پابندی لگا رہے ہیں اور اِدھر ان ممبران اور اتھارٹی کو الاؤنسز اور مراعات دی جارہی ہیں جبکہ ہم نے پیسے 2012 سے اکٹھے کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ نے پیسا اکٹھا کرنا شروع کر دیا ہے جبکہ اس بل کو layاب کیا جارہا ہے اس لئے میں بامقصد بات کروں گا کہ اس کو ایک دفعہ دوبارہ Select Committee کے سپرد کیا جائے،اس کو review کیا جائے اور تمام معاملات کو دوبارہ دیکھا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہم نے Select Committeeمیں جو ممبران دیئے ہیں اُس میں اگر گورنمنٹ اپنی طرف سے بھی کوئی ممبران شامل کرنا چاہتی ہے تو بے شک کرلے لیکن اس کو دوبارہ Select Committee کے سپرد کیا جائے اور اس کے contents پر دوبارہ بیٹھ کر فیصلہ کیا جائے کیونکہ ہمارے پاس کوئی Appellate Authorityنہیں ہے اور 2012 سے ہم بغیر کسی اتھارٹی کے پیسے اکٹھے کر رہے ہیں بلکہ ان پیسوں کو ہم نے اپنی ذاتی ترجیحات پر لگا دیا ہے۔اس ترمیم کو ہم اب لائے ہیں لہٰذا میری یہی requestہے کہ اس کو Select Committee کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر پہلے مفصّل بات کر چکا ہوں۔ جہاں تک انہوں نے یہ ترمیم دی ہے کہ ایک اور کمیٹی معزز ممبران پر مبنی بنادی جائے جو دوبارہ سے اس پر غور و خوض کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹی جس کے پاس legal and by rules اتھارٹی موجود ہے اُس کے معزز ممبران کی بھی کوئی حیثیت،capacity یا اہلیت اِن ممبران سے کم نہیں ہے کیونکہ سٹینڈنگ کمیٹی نے اس پر پوری طرح سے غور و خوض کرنے کے بعد ہی اس بل کو پاس کر کے ایوان میں بھیجا ہے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

> "That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Finance, be referred to a Select

Committee consisting of the following members with the instruction to report thereon by 31st August 2016.

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA.
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA.
3. Dr Nausheen Hamid, MPA.
4. Dr Murad Raas, MPA.
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA.
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA.
7. Mrs Raheela Anwar, MPA.
8. Dr Muhammad Afzal, MPA.
9. Ms Ayesha Javed, MPA.

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second Reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, be passed."

Now, the question is:

"That the Punjab Revenue Authority (Second Amendment) Bill 2016, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب 2016

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016 (Bill No. 22 of 2016). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Muhammad Shoaib Siddiqui, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul

Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Nighat Intisar, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Mr Ahmad Ali khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Khurram Shahzad, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Rais Ibrahim Khalil Ahmed and Mrs Faiza Ahmed Malik. Any mover may move it.

DR NAUSHEEN HAMID: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، اسے oppose کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ ایک بہت important بل ہے جو کہ directly پنجاب کے عوام کی صحت کے ساتھ related ہے جس میں ترمیم اس دفعہ لائی گئی ہے اور اگر actually ہم دیکھیں تو اس کا 1963 original Bill کا ہے۔ یہ آج سے 53 سال پرانا قانون ہے اور کچھ عرصہ کے بعد اس کے اندر کوئی نہ کوئی ترمیم اسمبلی میں present کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اتنا

important Bill جو کہ عوام سے directly related ہے اس پر بار بار ترامیم لانے کی بجائے اتنے پرانے بل کو totally review کر کے نئی legislation کرنی چاہئے کیونکہ 53 سال میں وقت بہت تبدیل ہو گیا ہے۔ ہیلتھ کے جتنے بھی معیار ہیں وہ سب change ہو گئے ہوئے ہیں۔ ماڈل زمانے میں ان سلاٹر ہاؤسز کے انتظامات اور معاملات میں بہت تبدیلیاں آچکی ہوئی ہیں اس لئے اتنے پرانے بل میں بار بار ترامیم لانے کا فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس بل کے ذریعے شاید پنجاب حکومت یہ چاہ رہی ہے کہ وہ مضر صحت گوشت کے اوپر کوئی چیک اینڈ بیلنس رکھ سکے جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پچھلے کچھ عرصے سے اس کے بارے میں جتنے بھی steps لئے گئے ہیں وہ بُری طرح ناکام ہوئے ہیں۔ لاہور میٹ کمپنی بنائی گئی جو کہ چھ مہینے کے اندر بری طرح fail ہوئی اور dissolve کرنی پڑ گئی۔ اس کے بعد "PAMCO" کا وجود آیا جو پنجاب ایگریکلچر میٹ کمپنی ہے جس کے بورڈ میں وزیر اعلیٰ بھی تھے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کمپنی بھی deliver کرنے میں total failure تھی۔ اب ایک Lahore Cattle Management Company کا سننے میں آ رہا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ سارے steps ہمیں ریلیف دینے میں ناکام ہو رہے ہیں۔ یہ جو سلاٹر ہاؤس گورنمنٹ کی طرف سے بنائے گئے ہیں، اس کو strengthen کرنے کے لئے یا اس کو تھوڑا سا powerful کرنے کے لئے یہ ترمیم کی جا رہی ہے مگر current situation یہ ہے کہ جیسے لاہور کی مثال ہم دیتے ہیں کہ شاہ پور کانجراں میں جو سلاٹر ہاؤس بنایا گیا ہے اور قصابوں کو پابند کیا جا رہا ہے کہ وہیں سے جا کر اپنے جانوروں کو ذبح کروایا جائے۔ یہ ترمیم بھی اسی سلسلے میں ہے کہ جب تک اس سلاٹر ہاؤس کی مہر نہیں ہو گی یا "ٹیگ" نہیں ہو گا تو وہ گوشت acceptable نہیں ہو گا۔ اگر ہم اس کی practicality دیکھیں تو ایک سلاٹر ہاؤس لاہور کی ڈیڑھ کروڑ آبادی کو کس طرح cater کرے گا اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایک سلاٹر ہاؤس سے اتنا جانور manage ہو سکتا ہے جو کہ ڈیڑھ کروڑ کی آبادی کو cater کر سکے؟ یہ بالکل بھی cost effective نہیں ہے کیونکہ شاہ پور کانجراں کا سلاٹر ہاؤس شمالی لاہور اور اس طرح کے دور دراز کے علاقوں کے قصابوں کو بالکل suit نہیں کرتا ہے اور وہاں پر پہنچا ہی نہیں جا سکتا۔ چھوٹے قصاب جو دن میں ایک یا دو جانور ذبح کرتے ہیں، ان کے لئے تو یہ بالکل ناممکن سی بات ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو وہاں لے کر جائیں۔ اس سے running cost اتنی بڑھ جاتی ہے کہ وہ possible نہیں ہوتا۔ وہاں پر ویسے بھی جو diseased animal ہوتے ہیں، جس کو معمولی سی بھی بیماری ہوتی ہے وہاں پر اس کے اوپر "ٹیگ" لگا دیا جاتا ہے اور اس کو تلف کر دیا جاتا ہے۔ اس ڈر کے مارے

بھی قصاب وہاں پر اپنے جانوروں کو نہیں لے کر جا رہے کہ بجائے اس کے کہ جانور کا علاج کرنے کا موقع دیا جائے وہ بغیر علاج کروائے ان کے اس جانور کو ضائع کر دیتے ہیں۔ لاہور کے باقی تین سلاٹر ہاؤسز سے آبادی manage ہو رہی تھی تو ان کو بند کر دیا گیا ہے جس کا حل ان لوگوں نے یہ نکالا ہے کہ انہوں نے اپنے گھروں اور محلوں میں سلاٹرنگ شروع کر دی ہے۔ اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ گوشت کے اوپر stamp اور "ٹیگ" ہوگا تو اسے تبھی legal قرار دیا جائے گا لیکن stamp اور "ٹیگ" کیا گارنٹی ہے؟ کیا لوگ باہر سے stamps نہیں بنوالیں گے اور باہر سے "ٹیگ" نہیں لگوالیں گے کیونکہ آج کل کے زمانے میں کون سی چیز مشکل ہے اور دو نمبر کام تو ہمارے پنجاب میں بڑی آسانی سے ہو جاتا ہے جس کے لئے صرف تھوڑے سے پیسے چاہئیں ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کو foolproof بنانے کے لئے اگر آپ یہ ترمیم لے بھی آئیں تو آپ اس کو foolproof نہیں بنا سکتے اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ 1963 کے قانون میں بار بار ترامیم لانے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ ہمیں اس کو effective بنانے کے لئے قصابوں کی رجسٹریشن کرنی چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ پنجاب حکومت اپنی کوشش کے باوجود صرف ایک ہزار قصابوں کو رجسٹرڈ کر سکی ہے اور ان کا یہ تجربہ بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ قصابوں کا آن لائن ڈیٹا ہونا چاہئے اور رجسٹریشن سرٹیفکیٹ ہونے چاہئیں جو کہ قصابوں کی دکانوں پر display ہوں۔ PAMCO نے shops 11 کا وعدہ کیا تھا لیکن اس کا بھی کوئی result نہیں ملا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ affective طریقے سے ہم لوگ legislation کریں اور لوگوں تک healthy گوشت پہنچائیں تو میں سمجھتی ہوں کہ پھر ان قصابوں کو transportation اور door step کے اوپر facilities provide کرنی چاہئیں نہ کہ ہم یہ قدغن لگا دیں کہ جی صرف اگر سلاٹر ہاؤس کی مہر لگی ہوگی اور وہ جانور سلاٹر ہاؤس میں ہوگا تو تبھی اس کو allow کیا جائے گا کیونکہ اس کی implementation تقریباً ناممکن ہے اور ہم دیکھ بھی یہی رہے ہیں کہ آج کل یہی ہو رہا ہے کہ ہر گھر میں اور ہر محلے میں لوگ چھپ کر سلاٹرنگ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس ترمیم کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے اسے مزید بہتر بنانے کے لئے مزید غور و فکر کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ایک ترمیم ایوان میں آئی جو کمیٹی کو refer ہو گئی۔ اب دیکھیں کہ the following were present تیرہ رکنی

سٹینڈنگ کمیٹی ہے جس میں چیئرمین صاحب نے مہربانی کی ہے جبکہ دو اور ممبر صاحبان تشریف لے آئے تو صرف تین ممبران نے اس بل کے اوپر غور و خوض کیا کیونکہ حکومت کا "ڈنڈا" ہوتا ہے کہ ایوان میں جو ہم نے introduce کر دیا ہے تو اب اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہونی چاہئے اور وہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس چلا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ اس وقت یہ تو ہماری مجبوری ہے اور حکومت کی خوش قسمتی ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اندر اپوزیشن کے ممبران کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور یہاں ہماری "منی اپوزیشن" ہے اس لئے سٹینڈنگ کمیٹی کے اندر بھی representation اسی حوالے سے ہے حالانکہ اگر اس میں بہتری لائی جاتی اور یہ کر لیا جاتا کہ 50 فیصد ممبران گورنمنٹ سائڈ کے ہوتے اور 50 فیصد اپوزیشن سائڈ کے ہوتے اور اگر ایک اپوزیشن کا ممبر چار پانچ committees میں اس حوالے سے آبھی جاتا تو اس میں کوئی نقصان نہیں تھا۔قانون سازی میں مزید بہتری آتی ہے کیونکہ ابھی یہ جو دو ترامیم ہم نے دی اس کے اوپر سیر حاصل بحث ہوئی اور ہماری طرف سے جو points آئے ہیں ہم سمجھتے ہیں اگر کوئی independent panel اس بحث کو سن رہا ہوتا تو وہ اپوزیشن کی طرف سے جو دلائل اور arguments ان ترامیم کے اوپر آئے وہ justify کرتے ہیں کہ یہ اپوزیشن والے بات ٹھیک کر رہے ہیں، عقل کی بات کر رہے ہیں لیکن کیونکہ independent opinion والی کوئی چیز یہاں پر نہیں ہے تو اس میں ہم نے بات کر دی اور جب رانا صاحب کا ہاتھ کھڑا ہوتا ہے تو سارے ممبر رانا صاحب کے ہاتھ کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں۔معزز ممبران اُس ہاتھ کے مطابق respond کرتے ہیں دلائل والی کوئی بات نہیں ہوتی۔اسی طرح Standing Committees کے اندر بھی ہوتا ہے اور وہ ایک بوجھ ہوتا ہے کہ بس اس کو ایسے ہی پاس کرنا کہ اس میں کوئی تبدیلی نہ کر دی جائے۔اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ ساری practice لا حاصل ہو جاتی ہے اس لئے ہم یہ ترمیم دیتے ہیں کہ اس کو public opinion کے لئے elicit کریں تاکہ یہ مزید refine ہو جائے صرف تین ممبرز نے اس پر غور و خوض کیا ہے۔اب میں دو نئے avenues اسی حوالے سے آپ کے توسط سے ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر! پہلی بات میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ٹھیک ہے سلاٹر ہاؤس یہ بہت اچھا ہے کہ چیز regulate ہونی چاہئے ابھی چند روز کے بعد عیدالاضحیٰ آجائے گی یہ قربانی ہمارا ایک فریضہ ہے اور پورے ملک کے اندر، پورے پنجاب کے اندر جگہ جگہ دیہاتوں میں بھی یعنی دور دراز کے علاقوں میں بھی یہ ساری قربانی ہو گی۔اب کہاں جائے گا وہ سلاٹر ہاؤس، کہاں یہ rules and regulation اُس کے اوپر لگیں گے؟ جب ہم کوئی قانون سازی کریں تو یہ ساری چیزیں ہمیں سوچنی چاہئیں اس لئے ہم

نے عرض کیا ہے کہ اس کو دوبارہ آپ public opinion کے لئے elicit کریں۔ اب یہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر ان سارے جانوروں پر کہاں سے مہریں لگیں گی اور سارے جانور قربان کئے جائیں گے۔ ہمارا قانون اس کو کدھر adjust کرے گا، یہ بات ہمارے سوچنے کی نہیں ہے؟ جب ہم قانون سازی کر رہے ہیں اور ابھی بہاولپور کے اندر پچھلے مہینے میں کانگو وائرس detect ہو گیا اور ایک سٹاف نرس کی death ہو گئی اُس کے اوپر شکوک و شبہات پیدا ہوئے کیونکہ جس ڈاکٹر نے operate کیا تھا اُسے بخار ہو گیا اور جب اُس کا ڈینگی ٹیسٹ بی negative آ گیا تو سب کے کان کھڑے ہو گئے یہ کیا ہوا اور پھر اس معاملے کے دوران لمبے چوڑے events ہیں اور اُس ڈاکٹر کی wife بھی ڈاکٹر تھی اُس ڈاکٹر کی wife نے جلد بازی کی اور رات کو خاموشی کے ساتھ ہسپتال کے وارڈ سے ڈاکٹر خاوند کو اُٹھا لیا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب animal کی بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں کانگو وائرس کے حوالے سے بات کر رہا ہوں یہ جانوروں کے اندر ہوتا ہے جس کو ہم ذبح کرتے ہیں تو اُس ڈاکٹر کی بیوی اُسے اپنے گھر لے گئی پھر اُس نے اُسے ملتان سے airlift کیا 13 گھنٹے ڈاکٹر without medical aid رہا وہ ایمرجنسی میں چلا گیا اور آغا خان ہسپتال میں جا کر اُس کو wound لگا اور اُس کی death ہو گئی اور وہاں اُس کے بلڈ ٹیسٹ کے دوران پتہ چلا کہ اس کو تو کانگو وائرس ہے اُس پر بڑا panic create ہو گیا۔ وزیر اعلیٰ نے بھی وڈیو کانفرنس لی اور ظاہر ہے وزیر اعلیٰ اُس کے اندر ایک panic سی کیفیت پیدا کرتے ہیں انہوں نے پرنسپل کو بھی اُڑا دیا، ایم ایس کو بھی اُڑا دیا حالانکہ دونوں کا کوئی قصور نہیں۔ میں خود بھی میڈیکل ڈاکٹر ہوں اس لئے اس سارے معاملے سے میں منسلک تھا پرنسپل نے چار سال بہت اچھے طریقے سے کالج کو manage کیا تھا، چار مہینے بعد اُس کی ریٹائرمنٹ تھی اُس کو گورنمنٹ نے 21 واں گریڈ دیا تھا اُس کی ساری عزت خاک میں ملا دی اس پر میں بحث نہیں کرتا لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اب یہ کانگو وائرس ہے یہ ایک mite ہوتا ہے، کیڑا ہوتا ہے اُس کے ذریعے سے یہ انسانوں میں بھی منتقل ہوتا ہے۔ اب آج ہی صبح ٹیلیفون پر consultant نے بتایا کہ یہاں ہسپتال کے وارڈ کے ایک اور بندے کے اندر بھی کانگو وائرس detect ہو گیا ہے اُس کا PCR ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے پرنسپل کو تو اُڑا دیا ایم ایس کو بھی اُڑا دیا اب اس کا احتساب کون کرے گا کہ پورے پنجاب کے اندر کسی ایک لیبارٹری کے اندر کانگو وائرس کے لئے PCR کو کرنے کی کٹ موجود نہیں؟ یعنی اس کے اوپر کوئی بات نہیں کرتے کہ بھائی یہ کس کی کوتاہی ہے؟ حالانکہ میں اس میں کسی کی کوتاہی نہیں سمجھتا کیونکہ یہ disease ہمارے ہاں prevalent نہیں ہے لہٰذا جو prevalent نہیں

ہے لاکھوں روپے کی اُس کی کٹ فراہم کرنے کا فائدہ کوئی نہیں ہوتا بلکہ ضائع جاتی ہے۔ آپ لاہور ملتان اور راولپنڈی وہ تھوڑی سی available کروائیں جہاں یہ کیس ہوں فوراً اس کو دو تین گھنٹے کے نوٹس پر پہنچایا جا سکتا ہے لیکن اب بہاولپور میں ایک اور کیس detect ہو گیا اب یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے، اب یہ بڑی panic والی صورتحال ہے، اب یہ قربانی کے جانور آئیں گے اُس کے اوپر اب عین ممکن ہے کہ کس کس جانور کے اوپر وہ mite موجود ہے جس کے اندر یہ کانگو وائرس ہے۔

جناب سپیکر! اب قانون اس کے بارے میں کیا کہتا ہے، اس کی certification کیسے ہو گی؟ یہ ایک مسئلہ ہے جس میں انسانی جان کا زیاں ہوتا ہے جس طرح میں نے عرض کیا ہمارا ایک اسسٹنٹ پروفیسر سرجن اس کی بھینٹ چڑھ گیا، سٹاف نرس بھی بھینٹ چڑھ گئی اور ایک اور مریض وہاں پر detect ہو گیا اور بہاولپور ہسپتال میں ایک ایمرجنسی کی سی کیفیت اس حوالے سے ہے اور جن جن ڈاکٹرز نے اُس کو دیکھا ہے اُن کو گھروں میں پابند کر دیا ہے۔ اُن کے PCR ایمرجنسی طور پر کروائے جا رہے ہیں اور ابھی عید بھی سر پر آ گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو چیزیں ہیں اس قانون سازی کے اندر اُس کے لئے کوئی جگہ موجود ہونی چاہئے، اُس کا کوئی رستہ ہمیں سوچنا چاہئے اور غور و خوض کرنا چاہئے۔ اب یہ ایک ترمیم ہو گئی، اب یہ جو بات میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہے کہ کانگو وائرس کے حوالے سے اب اس کے اوپر پھر دوبارہ ایک ترمیم لانا پڑے گی جس کے اندر یہ قانون سازی ہمیں کرنی چاہئے یہ پیش بندی اس حوالے سے کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! اب میں یہ عرض کروں گا کہ اور بھی avenues اس سارے معاملے کے حوالے سے نکل سکتے ہیں اس لئے آپ اگر اس کو public opinion کے لئے بھیجیں گے تو اس کا فائدہ ہی ہو گا اور اگر اس کو نہیں دیتے تو پھر بھی میری request ہے ابھی آپ اس کو withdraw کر لیں اور ایک دو ماہ کا مزید وقفہ دے کر یہ جو دو تین باتیں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہیں یہ point scoring کے لئے نہیں کی ہیں۔ یہ serious معاملہ ہے اور آپ سارے جتنے بھی معزز ممبر ایوان کے اندر بیٹھے ہیں سب کے گھروں میں قربانیاں ہوں گی اور یہ ایک threat اس حوالے سے موجود رہے گا تو کیا اس چیز کو بھی قانون کے اندر ہم ڈالنا چاہتے ہیں، یہ چیزیں اس میں ڈالنی چاہئیں اور اس کے بعد ہوش مندی کے ساتھ ہمیں قانون سازی کرنی چاہئے تو رانا صاحب سے میری درخواست یہی ہے کہ وہ حسب معمول ہاتھ کھڑا نہ کریں اس موقع پر ہاتھ کو نیچے ہی رکھیں اور اس کو pending کروا دیں اور اس

پر ہم دوبارہ غور و خوض کر کے یہ باقی avenues بھی اس کے اندر incorporate کر لیں گے تو یہ بہتر ہو جائے گا کوئی عزت بے عزتی کا سوال نہیں ہے اور میڈیا سے بھی request کر لیں گے کہ گورنمنٹ نے اچھائی کے لئے اس کو لیا ہے تو یہ اچھا میسج ہی جائے گا کہ اپوزیشن نے کوئی اچھی بات کی ہے گورنمنٹ نے اُس کو accept کیا ہے یہ ہی میری request ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ایوان میں جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہیں جو محترم ڈاکٹر صاحب نے بحث کی ہے میں اُن سے گزارش کروں گا کہ تھوڑا سا اُس بحث کو ذہن میں رکھتے ہوئے اب وہ آجائیں اس ترمیم کی طرف کہ کیا اس ترمیم کو واقعی ملتوی کر کے پہلے مشتہر کیا جائے، اُس کے بعد پھر عوامی رائے اکٹھی کی جائے، پھر اُس کے بعد دوسری ترمیم ہے کہ اس کے لئے ایک اور کمیٹی بنائی جائے اب آپ دیکھیں کہ یہ ترمیم ہے کیا؟ ترمیم یہ ہے کہ:

> "Meat which does not bear the stamp, mark, tag or certification of a slaughter-house has not been slaughtered in contravention of the Act."

جناب سپیکر! یہ جو original ہے یعنی اسی Act میں جو Clause ہے اب اس میں یہ جو لفظ ہے کہ Has not been slaughtered in contravention of the Act یہ یہاں پہ clerical mistake ہے اور یہ confuse کرتی ہے۔ یہ not کا لفظ جو ہے یہ یہاں پر confuse کرتا ہے کہ کیونکہ ہونا یہ چاہئے کہ اور meat which does not bear the stamp, mark, tag or certification of a slaughter house has not been نہیں ہونا چاہئے has been slaughtered in contravention of the Act اب اس میں صرف not کا لفظ جو clerical mistake ہے یا جو ابہام پیدا کرتا ہے اس کو ہٹایا گیا ہے۔ یہ ترمیم ہے۔

جناب سپیکر! اب اس ترمیم پر ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس کو مشتہر کریں اور اس کی منادی کروائیں اور اس پر ایک اور کمیٹی بٹھائیں۔ معاملہ یہ ہے کہ اگر آپ اس ترمیم پر پوری طرح سے غور فرما لیتے تو میرا خیال ہے کہ آپ یہ ترمیم نہ دیتے۔ یہ تو simple clerical mistake اس ایکٹ میں آئی لیکن that was there اس کو ہٹانے کے لئے یہ ترمیم پیش کی گئی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب اب مجھے خود کہیں گے کہ میں ہاتھ کو اوپر رکھوں۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August 2016."

(The motion was lost.)

The second amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamir Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary and Mrs Khadija Umar. Any mover may move it.

MRS KHADJIA UMER: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st August 2016.

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st August 2016.

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose

جناب سپیکر: لاء منسٹر نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ جس طرح ابھی ڈاکٹر نوشین حامد اور ڈاکٹر سید وسیم اختر نے اس کے بارے میں بڑی تفصیلاً بات کی ہے۔ میں یہاں پر چند گزارشات کروں گی کیونکہ یہ بل ترمیمی بل 1963 کے Principle Act میں ترمیم لانے کے لئے پیش کیا گیا اور یہ کچھ غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے لایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گی کہ یہ actually Act 1872 میں passed by Punjab تھا اور اس کی repeal میں 1963 کا ایکٹ لایا گیا۔ جس طرح یہ اب اس کی غلط فہمیاں اور mistakes دور کر رہے ہیں تو یہ بہت اہم ہے کہ 1872 کی slaughter کی definition میں لکھا ہوا ہے کہ animals killed by any means تو یہ any means

کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ اسلامی ملک ہے اس لئے کم از کم slaughter کی definition کو تبدیل کیا جائے۔ ہم اسی وجہ سے کہہ رہے ہیں کہ ہم جو بھی چیز کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر ہم اس پر complete home work کر لیں اور صحیح طریقے سے کر لیں تو ہم ایسی چیزوں سے بچ سکتے ہیں جو ہم بار بار ترامیم کے ذریعے تبدیلیاں کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری گزارش ہے کہ اس کو Select Committee کے سپرد کریں تاکہ اس کے اندر مزید جو ابہام ہیں ان کو دور کیا جا سکے اور اس کو بہتر بنایا جا سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت اس حوالے سے بے تحاشا مسائل ہیں اور سارے جانتے ہیں کہ ہم اس وقت تک کس کس جانوروں کا گوشت کھا چکے ہیں۔ اس وقت جتنی بیماریاں جنم لے چکی ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان چیزوں پر غور نہیں کیا۔ آج ایسی ایسی بیماریاں نکل آئی ہیں جن کا کبھی نام بھی نہیں سنا تھا اور لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ وہ مسائل اور بیماریاں ہیں کیا؟

جناب سپیکر! میری لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ چونکہ یہ صحت کا معاملہ ہے اور براہ راست عوام کا اس کے ساتھ تعلق ہے اس لئے اس کو Select Committee جن کے ممبران کے نام لکھ دیئے گئے ہیں، میں بھیجا جائے۔ جس طرح میں نے ابھی slaughter کی definition کی نشاندہی کی ہے اس طرح بہت سی تجاویز ہیں جو کہ اگر آ جائیں تو اس میں بہتری بھی ہو جائے گی۔ یہ اتنا آسان نہیں ہے جس طرح ابھی ڈاکٹر صاحب نے بھی کہا ہے اور باقیوں نے بھی کہا ہے کہ سٹیمپ لگا کر بھی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی لہٰذا اس کو foolproof بنانے کے لئے اس کو Select Committee کے سپرد کیا جائے تاکہ ہم جو ایک اچھا step لینا چاہ رہے ہیں اسے ایسے انداز سے لیں کہ ہمارا مقصد achieve ہو سکے۔ ہم صرف یہ نہ کریں کہ ہم عوام کو دکھانے کے لئے ایک بل لے آئیں یا ترمیم لے آئیں اور جس مقصد کے لئے ہم کرنا چاہ رہے ہیں اگر اس پر implement نہیں ہو گا اور وہ مقصد پورا نہیں ہو گا تو ان Bills کے لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں لمبی بات نہیں کروں گا صرف چھوٹی سی بات یہ عرض کروں گا کہ قرآن پاک میں ہے کہ وہی جانور آپ کھا سکتے ہیں جس کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر اللہ کا نام نہیں لیا جائے گا تو اس کا وہ کھانا حرام ہو جائے گا اس لئے ہمیں یہ چیز بھی اس میں شامل کرنی چاہئے گو کہ یہ زیر بحث نہیں ہے لیکن اگر ہم یہ

ترمیم بھی کردیں کہ Slaughter House میں جو شخص جانور ذبح کرے گا وہ اونچی آواز میں تکبیر پڑھے گا تو اس میں بہتری واقع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! اب دیکھیں کہ وہاں جو سرکاری ملازم ذبح کر رہے ہوتے ہیں وہ آپس میں گپ شپ کر رہے ہوتے ہیں اور ادھر سے چھری چل رہی ہوتی ہے لہذا اس چیز کو ابھی شامل کر لیں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بات کر چکے ہیں۔ Have your seat جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بات محترمہ اور ڈاکٹر صاحب نے کی ہے اس کے لئے نئی ترمیم لانا ہو گی۔

جناب سپیکر: سردار مؤکل صاحب بھی کچھ فرمانا چاہ رہے ہیں ان کی بات بھی سن لی جائے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں چھوٹی سی بات کروں گا زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا۔ یہ جو سٹیمپ کی بات ہو رہی تھی، ماشاء اللہ سڑکوں کے اوپر جتنی بسیں ویگنیں چل رہی ہیں ان کی sides پر بھی سٹیمپیں لگی ہوئی ہیں جس کے مطابق اس سے زبردست condition میں کوئی گاڑی نہیں ہو سکتی لیکن وہ دھواں دیتی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں مثال دینے کا مقصد یہ ہے کہ سٹیمپ لگا دینا problem کا solution نہیں ہے بلکہ پہلے problem identify ہو اس کے بعد اس کا solution نکالا جائے۔ یہاں پر جو ترمیم آ رہی ہے کہ وہاں پر اس کی سٹیمپ ہو گی اور اس کی certification ہو گی۔ Certification تو مذاق ہے وہ تو آپ دس سے سو روپے دے کر certification لگوا لیں، چاہے گدھے کے گوشت پر لگوا لیں یا گھوڑے کے گوشت پر لگوا لیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ کوئی بہتر لائحہ عمل نکالا جائے۔ اگر ہم عوام کو کچھ کھلا رہے ہیں تو اس کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہے اس لئے request یہی ہو گی کہ اس کے اوپر ذرا consideration کر لی جائے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ اور دونوں معزز ممبران نے جو بات کی ہے میں ان کی بات کو negate نہیں کرتا لیکن اس کے لئے تو new amendment کی

ضرورت ہے۔ یہ ایکٹ provincial legislative act ہے اس میں وہ جب چاہیں ترمیم لا سکتے ہیں اور اس کو improve کرنے کے لئے وہ اپنی input دے سکتے ہیں لیکن جس طرح سے میں نے پہلے explain کیا ہے کہ صرف ایک لفظ کو remove کیا گیا ہے کیونکہ اس سے confusion تھی تو اس کے لئے ایک نئی Select Committee یا Special Committee بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st August 2016.

1. Dr Syed Waseem Akhtar, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Dr Nausheen Hamid, MPA
4. Dr Murad Raas, MPA
5. Sheikh Ala-ud-Din, MPA
6. Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Dr Muhammad Afzal, MPA
9. Mrs Ayesha Javed, MPA

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, be passed."

Now, the question is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Second Amendment) Bill 2016, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: اب مزید کارروائی کی ضرورت تو تھی لیکن قائد حزب اختلاف نے خود لکھ کر بھجوایا ہے اس لئے اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ یکم ستمبر 2016 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔